بسم الله الرحمن الرحيم　　نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم　　وعلیٰ عبده المسیح الموعودؑ

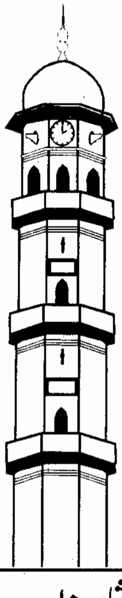

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

MONTHLY MISHKAT QADIAN

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد۲۰　　اخاء۱۳۸۰ ہجری شمسی بمطابق اکتوبر۲۰۰۱ء　　شمارہ۱۰

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $

یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

ضیا پاشیاں

اداریہ	2	طلب العلم فریضة	15
فی رحاب تفسیر القرآن	3	کولکتہ میں پوسٹل میوزیم	17
کلام الامام	5	جنات کا کرشمہ	21
M.T.A سے استفادہ(2)	6	قادیان میں کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کا اجراء	25
حضرت ادریس علیہ السلام	8	رپورٹ سالانہ اجتماع 2001ء	28
بزم مشکوٰۃ	9	رپورٹ ہائیکنگ	33
تقویم ہجری شمسی کا اجراء(10)	11	وصایا 15126 تا 15132	38

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

مینجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، طاہر احمد آفتی، شاہد احمد ندیم، صمد احمد غوری

دفتری امور: طاہر احمد چیمہ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)

By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

زندہ خدا کے ساتھ زندہ تعلق کی علامت ہے...... دعا

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

وقال ربُّکم ادْعُونی اَسْتَجِبْ لَکُم۔ انَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتی سَیَدْخُلُونَ جَہَنَّم دَاخِرِینَ (المؤمن 61)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے

''اور تمہارا ربّ کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا جو لوگ میری عبادت کے معاملہ میں تکبر سے کام لیتے ہیں وہ ضرور جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔''

مذہب کی غرض وغاعت یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق استوار ہو جائے اور اس کا قرب حاصل کر کے آسمانی انوار و برکات و تاثیرات سے متمتع ہو۔ ان تاثیرات میں اسلام منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ اگر چہ دیگر ادیان بھی اس امر کے مدعی ہیں کہ اس کی تعلیمات کے اپنانے کے نتیجہ میں ایک انسان خدا تک رسائی حاصل کر سکتا ہے مگر ان مذاہب کے متبعین میں اس زمانہ میں زندہ خدا سے زندہ تعلق کی مثالیں مفقود ہیں۔

مگر اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس کے متبعین میں ہمیشہ ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو خدا سے زندہ تعلق رکھتے ہیں۔ اور قبولیت دعا کے میدان میں مردِ میدان بن کر دشمن کو مقابلہ کے لئے لکارتے ہیں۔ اور ان کے متبعین میں بھی کثرت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جنکی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں اور ان کا وجود خدا تعالیٰ کی ہستی کے لئے زندہ مثال بن جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا اور قبولیت دعا کو اپنے منجانب اللہ ہونے کی زبردست دلیل کے طور پر پیش فرمایا۔ جیسا کہ اپنی کتاب ضرورۃ الامام میں صفحہ 26 میں فرماتے ہیں:

''میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس میں میرا مقابلہ کر سکے۔''

جماعت احمدیہ کی تاریخ قبولیت دعا کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اور غلامان مسیح موعود علیہ السلام قبولیت دعا کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مرکز تثلیث میں اور شرک و بت پرستی کی آماجگاہوں میں دندنا رہے ہیں۔ کوئی نہیں جو اس میدان میں جماعت کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن بعض لوگ اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے ان گرانقدر خزائن سے محروم رہتے ہیں۔ آیئے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موضوع پر امت کو کسقدر شاندار الفاظ میں تحریص دلائی ہے۔

عن ابی ذر جند بن جنادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول ُ اللّٰہ علیہ وسلّم فیمایروی عن اللّٰہِ تبارك و تعالیٰ انّہ قال:

یا عبادی اِنّی حَرّمتُ الظُلمَ علیٰ نفسی وجَعلْتُہ بینکم مُحَرّماً فلا تُظالَموا

اے میرے بندو میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کر دیا ہے۔ اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے اس لئے تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

باقی صفحہ 37 پر

اِقْرَأْبِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر سے مأخوذ

ساتویں قسط

اور وہ شخص جس نے دنیا کی ساری قوموں نے برکت حاصل کرنی تھی وہی انبیاء کا منتہائے نظر تھا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ تک یہ مقصد حاصل نہیں ہوا تھا۔

اگر کہا جائے کہ یہ پیشگوئی موسیٰ کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے تو یہ بالکل غلط ہے کیونکہ یہودی مذہب مختص القوم تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے صرف یہود کی اصلاح کے لئے بھیجا تھا حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو کچھ کہا گیا وہ یہ تھا کہ تیری نسل سے ساری قومیں برکت پائیں گی۔ موسیٰ سے صرف بنی اسرائیل نے برکت حاصل کی تھی۔ لیکن ابراہیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میں تیری نسل کو بڑھاؤنگا اور بڑھاتا چلا جاؤں گا یہاں تک کہ ارتقاء کی منازل طے کرتے کرتے ایک دن آئے گا کہ ساری دنیا کو دعوت حقہ دی جائے گی اور ساری دنیا کو خدائی آواز پہنچائی جائیگی پس موسیٰ کا پیغام مخصوص تھا بنی اسرائیل سے۔ اس لئے یہودی مذہب کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار نہیں دیا جا سکتا۔

دوم حضرت موسیٰ خود ایک اور نبی کی خبر دیتے ہیں جو ان کے بعد آنے والا تھا چنانچہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے الہام کے ذریعہ یہ خبر دی ہے کہ:

''میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔'' (استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ تا ۲۰)

اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ پیشگوئی فرما رہے ہیں کہ میرے بعد ایک اور نبی آنے والا ہے جو اپنے ساتھ نئی شریعت لائیگا۔ کیونکہ الفاظ یہ ہیں ''میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا''۔ تجھ سا نبی کے معنی یہی ہیں کہ جس طرح تو صاحب شریعت ہے اسی طرح وہ صاحب شریعت ہوگا۔ اگر صرف اتنے الفاظ ہوتے کہ میں ان کے بھائیوں میں سے ایک نبی برپا کروں گا تو اس کے معنی یہ ہو سکتے تھے کہ جس طرح بنی اسرائیل میں اور کئی غیر شرعی انبیاء آئے اسی طرح ایک غیر شرعی نبی کی آپ نے اس جگہ خاص طور پر خبر دی ہے مگر ''تجھ سا'' کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں وہ دوسرے نبی مراد نہیں ہو سکتے جو بنی اسرائیل میں آئے کیونکہ وہ موسیٰ جیسے نہیں تھے۔ موسیٰ صاحب شریعت نبی تھے اور وہ صاحب شریعت نبی نہیں تھے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جو پیشگوئی فرمائی ہے اس کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ وہ نبی موسیٰ کی طرح صاحب شریعت ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے گا گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ایک اور صاحب

شریعت نبی ابھی دنیا میں آنے والا تھا۔ پس موسیٰ ارتقاء روحانی کا آخری نقطہ نہیں ہو سکتے۔

پھر کہتے ہیں:

''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔'' (استثناء باب ۳۳ آیت ۲)

اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام تین جلوہ گریوں کا ذکر فرماتے ہیں ''خداوند سینا سے آیا''۔ اس سے مراد موسوی ظہور ہے۔ ''شعیر سے ان پر طلوع ہوا'' اس سے مراد عیسوی ظہور ہے۔ ان دونوں ظہوروں کے بعد ایک تیسرے ظہور کی بھی اس پیشگوئی میں خبر دی گئی ہے وہ ظہور فاران سے ظاہر ہوگا اور آتشی شریعت اس کے ساتھ ہی ہوگی۔ اس پیشگوئی سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ دورِ نبوت کے آخری نقطے نہ تھے بلکہ سینا اور شعیر کے ظہوروں کے بعد ایک اور ظہور ہونے والا تھا۔ جو اپنے ساتھ شریعت بھی رکھیگا۔ فاران سے جلوہ گر ہونے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ فاران ان پہاڑوں کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہیں۔ بائبل سے بھی اس کا ثبوت اس رنگ میں ملتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے بائبل میں لکھا ہے '' وہ فاران کے بیابان میں رہا'' (پیدائش باب ۲۱- آیت ۲۱) اور اہل مکہ بھی وہ قوم ہیں جو اپنے آپ کو نسل ابراہیم سے قرار دیتے ہیں۔ پس فاران کی چوٹیوں سے ظاہر ہونے والا وجود محمد ﷺ ہیں اور آپ کے ذریعہ ہی موسیٰ علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

پھر اس پیشگوئی میں یہ ذکر ہے کہ وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے گا۔ یہ پیشگوئی بھی ایسی ہے جو سوائے رسول کریم ﷺ کے اور کسی پر چسپاں نہیں ہوتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو صرف بارہ حواری ملے تھے جن میں سے ایک نے تیس روپیوں کے بدلے آپ کو دشمن کے حوالے کر دیا۔ اور باقی صلیب کے وقت اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ دنیا میں صرف ایک ہی انسان ہے جس کے متعلق تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ وہ دس ہزار قدّوسیوں کے ساتھ آیا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ جب فتح مکہ کے لئے آئے تو اس وقت آپ کے لشکر کی تعداد دس ہزار ہی تھے اور آپ ﷺ انہی پہاڑیوں سے چڑھ کر آئے تھے جو فاران کی پہاڑیاں ہیں اور جن کے متعلق بائبل میں یہ پیشگوئی پائی جاتی تھی۔ بہر حال اس سے اتنا پتہ لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو آخری نقطہ قرار نہیں دیا۔ پھر اس پیشگوئی میں صاف لکھا ہے کہ ایک آتشی شریعت اس کے ہاتھ میں ہوگی جس کے معنی یہ ہیں کہ ابھی ایک اور شریعت آنے والی ہے۔ اور جب آخری شریعت ابھی باقی تھی تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ بعد کی شریعت پہلی شریعت سے بہتر ہوگی۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے آپ کو ارتقائے روحانی کا آخری نقطہ قرار نہیں دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو انبیاء آئے ان میں سے ایک اہم نبی حضرت داؤد علیہ السلام ہیں جن کی بہت بڑی عظمت دی جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے آیا اس مقصد کو پورا کیا۔ اس کا جواب بھی ہمیں نفی میں ملتا ہے۔ کیوں کہ وہ خود کہتے ہیں

''اس کا منہ شیرینی ہے ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ اے یروشلم بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔'' (غزل الغزلات باب ۵- آیت ۱۶)

(جاری)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کلام الامام

دینی خدمات وہی بجالاسکتا ہے جوآسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو

سیدنا حضرت مرزاغلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

''میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تاتم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہوگئے ہو ان باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔

میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور یہ قرار دئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔

مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔

پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ سے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے، الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنی دینی خدمت وہی بجالاسکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو''۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 43)

2

M.T.A. سے استفادہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان و دیگر پروگراموں سے کما حقہ استفادہ آسان بنانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے ایک جامع منصوبہ بنایا گیا ہے جسکے تحت مکرم شیراز احمد صاحب قائد علاقائی تامل ناڈو کی قیادت میں ایک ٹیم مسلسل کام کر رہی ہے۔ اور یہ ٹیم M.T.A. پر نشر ہونے والے حضور انور کے پروگرام کا خلاصہ تیار کرتی ہے۔ حتی الوسع حضور انور کے ہی مبارک الفاظ میں یہ خلاصہ تیار کیا جاتا ہے۔ اور یہاں قادیان میں محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر کی راہنمائی میں ایک ٹیم اس کے تراجم اور ترتیب میں کام کر رہی ہے۔ مکرم خورشید احمد صاحب خادم اور مکرم تسنیم احمد صاحب فرخ اس کمیٹی کے ممبران ہیں۔ یہ سب دوست قارئین کی دعاوں کے مستحق ہیں جن کی کاوش سے مشکوٰۃ کو علوم و معارف قرآن پر مشتمل یہ مائدہ قارئین تک پہنچانے کی سعادت مل رہی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء (ادارہ)

سوال:- انسانی اخلاق کی حالتیں کیا کیا ہیں؟

جواب:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انسانی اخلاق کی دو طرح سے تشریح کی ہے۔ پہلی یہ کہ یہ حالات کے مطابق صحیح عمل ہے۔ لیکن کوئی نیک عمل فطرتاً کیا جائے تو اسکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجر نہیں ہے۔ اگر کوئی انسان اللہ کی خاطر کوئی نیک عمل کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو تو ایسے عمل کی اللہ تعالیٰ جزا دیگا۔

سوال:- ہم عیسائی دوست کو دعوت اسلام کیسے دے سکتے ہیں

جواب:- حضور نے فرمایا کہ اس سوال کا ایک عمومی جواب دینا تو مشکل ہے۔ ہر شخص کا اپنا الگ نظریہ الگ یقین اور الگ شخصیت ہوتی ہے۔ ہر شخص کو جواب اسکی شخصیت کے مناسب حال دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپکو اس شخص کو صحیح ڈھنگ سے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کسی آدمی کو تبلیغ شروع کرنے کی پہلی شرط اسکو صحیح طور پر سمجھنا ہے۔ آپ تبلیغ نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل نازل نہ ہو (کسی شخص کو صحیح طور پر سمجھنا) تو تبلیغ کی طرف پہلا قدم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپکو کسی شخص کو صحیح ڈھنگ سے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال:- دونوں مسیحوں میں کیا فرق ہے؟

جواب:- پہلے مسیح کی پیدائش یہودیوں میں ہوئی تھی جبکہ دوسرے مسیح کی پیدائش اسلام میں ہوئی۔ دوسرے مسیح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع نہیں تھے بلکہ انکی شریعت کے تابع تھے۔ بائبل میں کہیں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا تذکرہ نہیں ملتا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹوٹ محبت رکھتے تھے۔

سوال:- حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کیا حیثیت ہے؟

جواب:- میں زیادہ سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی دھول ہوں۔ اور اس دھول کی قیمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رہنے میں ہی ہے۔

سوال:- جبکہ اسلام مکمل ہے تو کسی دوسرے راہبر کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوگا جسکو خدا تعالیٰ خود مسلمانوں کا پیشوا مقرر فرمائے گا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ وسلم کی پیشگوئیوں کو

مکمل کرتے ہوئے تشریف لا چکے ہیں۔ اسلئے اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو یہ اعتراض ہمارے خلاف نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے خلاف ہے۔

فرنچ ملاقات ریکارڈنگ 27-3-2000

سوال:-ہمیں کیا کرنا چاہئے اگر ہمارے گھر میں کوئی شادی کی تقریب ہو اور اُسی وقت کوئی اہم جماعتی جلسہ بھی ہو۔ ہمیں کس میں شامل ہونا چاہئے؟

جواب:-حضور نے فرمایا کہ شادی کی تقریب میں شامل ہونا زیادہ اہم ہے۔ قرآن کریم کا حکم یہ ہے کہ اپنے خاندان اور دوست احباب کے لئے رحم دل بنو۔ یہ بھی ایک قسم کی جماعتی تقریب ہی ہے۔ آپ جماعت کے علم میں یہ بات لا سکتے ہیں کہ آپ جماعتی تقریب میں شامل نہیں ہو سکتے۔ وہ اس بات کو سمجھ جائیں گے۔

سوال:-کیا ہوگا اگر تیل کے ذخائر ختم ہو جائیں؟

جواب:-تیل کے ذخائر ہر جگہ دستیاب ہو رہے ہیں۔ اور اگر یہ ختم ہو بھی جائیں جسکو ابھی ایک لمبا عرصہ لگے گا۔ تب اللہ تعالیٰ توانائی کے نئے سرچشمے پیدا کر دے گا جیسے شمسی توانائی جوہری توانائی وغیرہ وغیرہ۔ انسان کبھی بھی توانائی سے محروم نہیں ہوگا۔ توانائی کے ابھی بہت سے ایسے سرچشمہ ہیں جو کہ بروئے کار نہیں لائے جا سکے۔ سائنسدان اس سلسلہ میں کام کر رہے ہیں۔

سوال:-کیا لفظ ''اللہ'' کا اظہار پہلی مرتبہ قرآن کریم میں کیا گیا یا یہ اس سے پہلے بھی بیان ہوا ہے؟

جواب:-''اللہ'' خدا تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے لفظ ''اللہ'' کا استعمال ملکہ صبا کو لکھے گئے اپنے ایک خط میں کیا تھا۔ اگر آپ پرانے مذہبی صحیفوں کا مطالعہ کریں تو آپ کو نام ''اللہ'' قرآن سے پہلی کتابوں میں بھی ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ذاتی نام ہے۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اس کو قرآن سے پہلے ظاہر نہ کیا جاتا۔

سوال:-جانوروں سے ہم کیا سبق سیکھ سکتے ہیں؟

جواب:-ہر جانور سے ہم ایک سبق سیکھ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر بھیڑ کو لیں۔ یہ ہمیں دودھ، کھال اور گوشت فراہم کرتی ہے یہ دوسروں کیلئے زندہ رہتی ہے۔ اگر ہم بھی دوسروں کو کپڑے فراہم کریں تو ہم بھی بھیڑ کی طرح کام کرتے ہیں۔

لجنہ سے ملاقات

ریکارڈنگ 12 مارچ 2000ء

سوال:لجنہ کو جماعت کے لئے کیا خدمات کا کام کرنا چاہئے؟

جواب:لجنہ کو اپنی صلاحیت اور پسند کے مطابق جماعت کے لئے کام کرنا چاہئے۔ یہ جماعت کے لئے خدمت ہوگی۔ M.T.A میں نظم پڑھنا بھی جماعت کے لئے اچھی خدمت ہے۔

سوال:حج میں احرام کیوں باندھا جاتا ہے؟

جواب:احرام کا لباس اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہیکہ جب ہم پیدا ہوتے ہیں تب ہمیں دو کپڑے پہنائے جاتے ہیں اور جب ہم فوت ہوتے ہیں تب بھی ہمیں دو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اور ہمیں ایسے ہی دفنایا جائے گا۔

سوال:سورۃ یٰسٓ و سورۃ رحمٰن کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: جب کوئی شخص وفات کے قریب ہوتا ہے تو سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جاتی ہے۔ سورۃ یٰسٓ کی آیات اس شخص کو جو فوت ہو رہا ہوتا ہے تسکین دیتی ہیں۔ کچھ لوگ سورۃ یٰسٓ پڑھنے سے ڈرتے ہیں ان کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ سورۃ یٰسٓ پڑھنے سے وہ فوت ہو جائیں گے۔ (جو کہ غلط ہے) کچھ لوگ سورۃ رحمٰن کی طرز (tune) کو پسند کرتے ہیں۔ اس سورۃ کے معانی بہت گہرے ہیں۔ اس کے بہت سارے معانی ہیں۔ اور اس کو بہت زیادہ غور فکر کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ اس سورۃ میں بہت سے مضامین اور پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں۔ اس کو آہستہ اور غور و فکر کے ساتھ پڑھنا

باقی صفحہ 19 پر

ادریس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے بہت سے انبیاء کو اس دنیا میں بھیجا۔انہیں انبیاء میں سے ایک حضرت ادریس علیہ السلام بھی ہیں جنہیں بائیبل کی زبان میں حنوک اور انگلش میں ENOCH کہا جاتا ہے۔آپ کا زمانہ چونکہ بہت پرانا ہے اس لئے معین طور پر آپ کے حالات کم ہی ملتے ہیں۔البتہ اسرائیلی کہانیوں میں آپ کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔اور بڑی حد تک مبالغے سے کام لیا گیا ہے۔

انہی اسرائیلی افسانوں میں ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے وفات دیئے بغیر ان کے ظاہری جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا۔حقیقت میں یہ عقیدہ نہایت غلط ہے اور خود مسلمان علماء میں سے بھی اکثر نے اس عقیدے پر اعتراض کیا ہے اور اسے اسرائیلی عقیدہ قرار دیا ہے کیونکہ قرآن کریم کی رو سے کسی بشر کے لئے کسی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ زندہ اسی جسم کے ساتھ آسمان پر جاسکے۔جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منکرین نے آسمان پر جانے اور وہاں سے ایک کتاب لانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا'' ھل کنت الا بشرا رسولا'' یعنی میں تو صرف ایک بشر ہوں اور اللہ کا رسول ہوں (پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آسمان پر جا کر تمہارے لئے ایک کتاب لے آؤں)

قرآن کریم نے اس واقعہ کو محفوظ کر کے یہ بتلا دیا ہے کہ کوئی انسان اپنے دنیاوی جسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جنتوں میں داخل نہیں ہوسکتا۔ہر ایک انسان کے لئے اسی دنیا میں زندہ رہنا اور اسی زمین پر مرنا مقدر ہے اور کوئی انسان بھی اس سنت الٰہی سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا ورنہ پھر اسے انسانوں سے اعلیٰ وجود قرار دینا پڑیگا۔

پس حضرت ادریسؑ کے متعلق آسمان پر جانے کی روایتیں غلط اور ناقابل اعتبار ہیں اور خود مسلمان مفسرین نے انہیں اسرائیلی قصے قرار دیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ آپ کے حالات زندگی میں سے بہت کم حالات محفوظ ہیں لیکن مختلف محققین سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا تعلق عراق کے شہر بابل سے تھا۔جہاں سے بعد میں آپ ہجرت کر کے مصر میں آباد ہوگئے۔آپ حضرت نوحؑ کے بزرگوں میں سے تھے اور حضرت نوحؑ کے متعلق تحقیق یہ بتاتی ہے کہ آپ عراق کے رہنے والے تھے۔

حضرت ادریسؑ کو خدا تعالیٰ نے نبوت کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور قرآن کریم میں دو مقامات پر آپ کا ذکر ملتا ہے۔سورۃ مریم آیت نمبر 57-56 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذکر فی الکتب ادریس انه کان صدیقا نبیا ورفعنه مکانا علیاo

یعنی اس کتاب میں ادریسؑ کا بھی ذکر کرو۔بے شک وہ ایک صدیق نبی تھا اور ہم نے اسے بلند مرتبہ عطا کیا تھا۔

اسی طرح سورۃ الانبیاء میں بھی حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے اور آپ کو صبر کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ ان دونوں مقامات پر آپ کے ذکر سے پتہ چلتا ہے کہ صبر اور سچائی

باقی صفحہ 10 پر

بزم مشکوٰۃ

قارئین مشکوٰۃ کی خواہش پر اس شمارے سے بزم مشکوٰۃ کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ قارئین اپنے سوالات واستفسارات بھجوا سکتے ہیں۔ علماء کرام کی طرف سے مدلل جواب شائع کردیئے جائیں گے۔ زیرِ نظر شمارہ میں مکرم عطاء الوحید صاحب لون آسنور کشمیر کے سوالوں کے جوابات شاملِ اشاعت کئے گئے ہیں۔

ادارہ مشکوٰۃ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد کا ممنون ہے کہ موصوف نے غیر معمولی مصروفیات کے باوجود ہماری درخواست پر جوابات تحریر فرمائے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ایڈیٹر

سوال۔1: کیا میت کا چہرہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دیکھا جاسکتا ہے؟

جواب: احادیث میں میت کو غسل دینے اور کفن پہنانے کے بعد اس کا چہرہ دیکھنے کی اجازت ہے۔ (ملاحظہ ہو ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ما جاء فی النظر الی المیّت) البتہ نماز جنازہ پڑھانے کے بعد میت کی جلد تدفین کرنی چاہئے۔ لیکن اگر کوئی قریبی رشتہ دار دور سے آئے اور نماز جنازہ سے قبل میت کا چہرہ نہ دیکھ سکا ہو تو دکھانے کی کوئی ممانعت بھی نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ نماز جنازہ کے بعد جلد از جلد میت کی تدفین عمل میں آئے۔ اس کے بعد لوگوں کی بھیڑ اکٹھی ہو کر چہرہ دیکھے یہ مناسب نہیں ہے۔

سوال۔2: عام طور پر میت کا غسل دیتے وقت اس کے پاؤں قبلہ کی جانب کر کے غسل دیا جاتا ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: عام طور پر زندگی میں بھی انسان پر یہ فرض یا واجب نہیں کہ وضو یا غسل کرتے ہوئے وہ قبلہ رُخ ہو۔ اسی طرح میت کو قبلہ رُخ کرنے کی غرض سے پاؤں قبلہ کی طرف کر کے غسل دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ یہ لوگوں نے ازخود ہی طریق بنالیا ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ شرعی امور میں قرآن مجید، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث کو راہنما بنائیں۔ اگر ان تینوں راہنماؤں میں سے کسی میں بھی کوئی ذکر نہ ہو تو کسی بھی امر کو شرعی حیثیت نہیں دینی چاہئیے۔

یوں بھی قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کو بزرگوں نے بے ادبی قرار دیا ہے۔ اس لئے بھی یہ طریق مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

سوال۔3: جماعت احمدیہ میں یہ روایت چلتی ہے کہ حق مہر کے طور پر بڑی بڑی رقمیں لکھی جاتی ہیں لیکن پھر ادائیگی نہیں ہوتی۔ براہ کرم ازروئے فقہ مہرِ مؤجّل اور مہرِ معجّل کی وضاحت کیجئے۔

جواب: سب سے پہلے اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کہ بڑے بڑے مہر باندھ کر یہ نیت رکھنا کہ ادا نہیں کرنا یہ جماعت احمدیہ کی روایت ہرگز نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ نے سوال میں تحریر کیا ہے۔ البتہ یہ رواج جاگیردارانہ نظام کی پیداوار ہے کہ دکھاوے کے لئے مسلمانوں نے لاکھوں کے مہر لکھوادئے اور ادائیگی کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اور اسی رواج سے متاثر ہو کر بعض احمدیوں نے بھی ایسا کیا ہو تو اس کو جماعت کی روایت نہیں کہا جائے گا۔

بانئ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

"ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور

محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے۔صرف ڈراوے کے لئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے۔اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔نہ عورت والوں کی نیت لینے کی ہوتی ہے اور نہ خاوند کی دینے کی۔

میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازعہ آپڑے تو جب تک اس کی نیت ثابت نہ ہو کہ ہاں رضاء ورغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقرر شدہ نہ دلایا جاوے۔اور اس کی حیثیت اور رواج وغیرہ کو مدنظر رکھ کر پھر فیصلہ کیا جاوے۔کیوں کہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔"(بدر جلد 2 نمبر 12 صفحہ 123-8 مئی 1903ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ارشاد کی روشنی میں مہر کی انتہائی حد کے بارہ میں فرمایا کہ کسی شخص کی چھ ماہ کی آمد سے لیکر ایک سال کی آمد بطور حق مہر کے مقرر کی جائے۔ (الفضل 12 دسمبر 1940ء)

سوال کا دوسرا حصہ مہرِ موّجل اور مہرِ معجّل کے بارہ میں ہے ۔اس کی وضاحت درج ذیل ہے:

مہرِ موّجل: مقررہ مہر کا وہ حصہ جو فوری ادا نہ کیا جائے بلکہ زوجین کی علیحدگی یا خاوند کی وفات کے بعد قابل ادا ہو۔دراصل یہ خاوند کے ذمہ بیوی کا ایک قرض ہوتا ہے۔جسے خاوند کے ترکہ میں سے دیگر قرضوں کی طرح ادا ہونا چاہئے۔

مہرِ معجّل: مقررہ مہر کا وہ حصہ جو بوقت نکاح فوری طور پر ادا کر دیا جائے۔ یا بیوی کے مطالبہ پر فوری ادا کیا جانا تسلیم کیا جائے۔اگر بیوی کے مطالبہ پر ادا نہ کیا جائے تو بیوی کو حق ہے کہ وہ تعلقات زوجیت قائم کرنے سے انکار کردے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ کی خاص صفات ہیں۔گو کہ یہ صفات ہر نبی میں ہی ہوتی ہیں لیکن مراد یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں ان صفات کا خاص ظہور ہوا ہوگا اور آپ کے حالات ایسے ہوں گے کہ صبر اور سچائی خاص طور پر نمایاں ہو کر سامنے آئی ہوگی۔

نبوت کی نعمت پانے کے بعد آپ نے لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلانا شروع کیا اور بہت سے لوگوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور ایک جماعت آپ کے متبعین کی تیار ہوگئی۔دیگر انبیاء کی طرح آپ نے بھی لوگوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیوں کی تلقین کی۔عبادت کے طور طریق بھی مقرر کئے گئے اور عیدیں وغیرہ رکھی گئیں۔جیسے آج کل اسلامی عیدیں چاند کی تاریخوں کے حساب سے منائی جاتی ہیں۔ویسے اس وقت بھی عیدوں اور قربانیوں کے لئے ستاروں اور سورج وغیرہ سے مدد لی جاتی تھی۔ اسی بناء پر بعض تحقیق کرنے والوں نے یہ بیان کردیا ہے کہ علم نجوم اور حساب وغیرہ ان کی ایجاد ہے۔خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی اصل بات یہی ہے کہ آپ دیگر انبیاء کی طرح اپنی قوم کو توحید کا درس دیا۔اعمال صالحہ بجالانے کی تلقین کی اور آخرت کے متعلق بتایا اور قریباً 82 برس کی عمر پا کر اس عالم فانی سے کوچ فرمایا اور وفات پا کر خدا تعالی کے حضور حاضر ہوگئے۔مختلف عرب مصنفین نے حضرت ادریس علیہ السلام کو حکمت اور طب کا بانی قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہن کر گزارا کرتے تھے۔ آپ نے پہلی مرتبہ لوگوں کو کپڑا بننے کی طرف راغب کیا اور یوں کپڑا بننے کا علم رائج ہوا۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ چونکہ آپ کے مکمل حالات محفوظ نہیں ہیں اس لئے یہ تمام باتیں خیال اور ظن کا درجہ تو پاسکتی ہیں لیکن انہیں مکمل حقیقت قرار دینا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی یہ درست ہوگا۔تاہم اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نیک صالح اور برگزیدہ نبی تھے

(حق کے پیامبر ص7)

تقویم ہجری شمسی کا اجراء ---10

ماہ اخاء بمقابل ماہ اکتوبر

اعداد: کتابچہ شان خاتم الانبیاء

از مکرمہ منصورہ اللہ دین صاحبہ حیدرآباد

قارئین کرام! ہجرت مدینہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین میں جو تاریخی اور مثالی مؤاخاۃ قائم فرمائی اس کی یادگار میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ماہ اکتوبر کا نام ہجری شمسی تقویم میں اِخاء تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفتِ رُبوبیت، عالمگیر اخوت اور مساوات کی اساس اور ضمانت ہے یہ وہ نظریۂ حیات ہے جو رنگ و نسل سے بالا، قومیت اور وطنیت کے امتیاز سے پاک اور احترامِ آدمیت کا علمبردار ہے۔ یہی وہ مرکزی نُقطہ ہے جو تمام انسانوں کو بلالحاظ مذہب و ملّت ایک لڑی میں پروتا اور اُن کے تمام حقوق اور ضروریات کا تحفظ کرتے ہوئے خدائے واحد و یگانہ کی عبودیت کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کا یہی وہ آفاقی تصور ہے جس نے اُن تمام رنگ و نسل اور علاقائی و قومی امتیازات کو یکسر مٹا دیا جو انسانی مساوات اور اخوت کے منافی ہیں۔

چنانچہ مُحسنِ انسانیت سیدنا و مولانا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ’’اے لوگو! تم سب کا رب ایک ہے اور تم سب ایک باپ کے بیٹے ہو۔ کسی عربی کو عجمی (یعنی غیر عرب) پر اور کسی کو عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل ہے۔ سوائے اس کے جو تقویٰ شعار ہو۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔

اسلام کی اس بنیادی تعلیم نے نوعِ انسان کے تمام طبقات کو عزت و شرف کا ایک بلند مقام عطا کیا ہے اور عملی طور پر قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں میں فقید المثال برادری قائم کی اس کی نظیر مذہبی یا غیر مذہبی دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔

اسلام کی متذکرہ بالا بنیادی تعلیم کو ظہور اسلام سے پہلے کی تاریخ اور معاشرتی نظام کے پس منظر میں دیکھا جائے تو پھر محسنِ انسانیت سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمۃ العالمین کا صحیح تصور سامنے آجاتا ہے۔ اسلام سے قبل تمام دنیا عموماً اور دنیائے عرب خصوصاً جس ظلمت و جہالت اور باطل پرستی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ وہ تاریخ انسانیت کا سیاہ ترین باب ہے۔ مختلف قبیلوں اور نسلوں کی آپسی خلفشار اور منافقت نے عرب کے پورے معاشرے کو ایسا گھناؤنا اور بدنما بنا دیا تھا کہ انسانیت اگر کہیں تھی تو وہ بھی شرمار ہی تھی۔ عرب لوگ خصوصاً قبیلہ قریش اُس وقت ایک ایسے طبقاتی نظام کی نمائندگی کر رہا تھا جس سے قریباً پوری دنیا ہی آلودہ تھی۔ وہ لوگ بُت پرستی کو نجات اور خوشی کا واحد ذریعہ سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ ہر دن اور ہر قبیلے کا ایک علیحدہ بت تھا جس سے وہ مرادیں مانگتے تھے۔ اس کے علاوہ آتش پرست، ستارہ پرست اور تثلیث کے پجاری بھی وہاں موجود تھے۔ اس جداگانہ معبود پرستی کا منطقی نتیجہ افتراق و تشتت تھا۔ حتیٰ کہ قوم قوم کی دشمن۔ قبیلہ، قبیلے

سے برسرِ پیکار تھا۔ باپ بیٹے میں اختلاف اور بھائی، بھائی کے خون کا پیاسا تھا۔ اُن میں سے جو طاقتور اور دولتمند تھے وہ کمزوروں اور غریبوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔ غرض بر و بحر میں فساد ہی فساد برپا تھا۔

قارئین کرام! آیئے دیکھیں کہ ایسے پُر آشوب زمانہ میں محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے ربّ العالمین کے مظہر کامل بن کر انسانی اقدار کو قائم کرنے اور عالمگیر مساوات اور اخوت پیدا کرنے کے لئے اپنے مواعیظ اور اسوۂ حسنہ سے کیا سبق دیا اور کیسا عظیم الشان انقلاب پیدا فرمادیا۔

ایک دفعہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لے جارہے تھے۔ تو آپ کے ایک غریب صحابی جو اتفاقی طور پر نہایت بد صورت بھی تھے۔ گرمی کے موسم میں مزدوری کرتے ہوئے پسینہ اور گرد غبار کی وجہ سے اور بھی کثیف اور بدحال نظر آرہے تھے۔ آپؐ چپکے سے اُن کے پیچھے چلتے گئے اور جیسے بچے آپس میں کھیلتے وقت چوری چھپے پیچھے کی طرف سے جا کر کسی دوست کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں اور پھر یہ اُمید کرتے ہیں کہ وہ اندازہ لگا کر بتائے کہ کس شخص نے اس کی آنکھیں بند کی ہیں۔ اسی طرح آپؐ نے پیچھے سے جا کر اُن کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے آپؐ کے بازو اور جسم کو ٹٹولنا شروع کیا اور سمجھ لیا کہ یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یُوں بھی وہ سمجھتا تھا کہ اتنے غریب، اتنے بدصورت اور اتنے بدحال آدمی کے ساتھ رحمۃ العالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اپنی محبت کا اظہار اور کون کرسکتا ہے! اور پھر محبت کے جوش میں اپنے گرد آلود، پسینے سے شرابور جسم کو اپنے محبوب آقاؐ کے جسم سے ملنا شروع کیا۔ اس حالت میں بھی آنحضرت صلعم مسکراتے رہے اور پھر مذاقاً فرمایا، میرے پاس ایک غلام ہے۔ کوئی اس کا خریدار ہے؟ اُس غریب صحابیؓ نے افسردگی سے کہا۔ یا رسول اللہ! میرا خریدار دنیا میں کوئی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں! نہیں! ایسا مت کہو!! تمہاری قیمت خدا کی نظر میں بہت زیادہ ہے۔

قارئین کرام! ہمدردی و مساوات کے نعرے لگانے والے اور مزدوروں کے حقوق دلانے اور اُن کا تحفظ کرنے اور اُن کے اندر عزتِ نفس پیدا کرنے کے دعویدار، کیا اس واقعہ کی کوئی نظیر پیش کرسکتے ہیں؟ معاشرہ میں سب سے کمزور اور حقیر سمجھا جانے والا طبقہ غلاموں اور نوکروں کا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک تعلیمات اور اپنے اُسوۂ حسنہ سے غریبوں مسکینوں، غلاموں اور خادموں کے مقام کو اونچا کیا اور اُن کے اندر عزتِ نفس پیدا کی اور یہاں تک فرمادیا کہ "مجھے کمزوروں میں تلاش کرو۔ یقیناً تمہیں اپنے کمزوروں کی وجہ سے رزق دیا جاتا اور مدد کی جاتی ہے۔ غرضیکہ آپؐ نے نسلِ انسانی کے ہر طبقے سے پیار کیا، اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تاکید فرمائی اور اپنے اخلاقِ کریمانہ سے ایک ایسے معاشرہ کو اُستوار فرمایا جہاں باہم اخوت واتحاد ہے اور مساوات کا بول بالا ہے۔

قارئین کرام! حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے دس سال بعد مکہ معظمہ میں اپنے ماننے والوں کے درمیان ہمدردی و مؤاخات کا معاہدہ کروایا۔ چنانچہ یہ معاہدہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ، حضرت حمزہؓ وحضرت زیدؓ بن حارثہ۔ حضرت عثمانؓ وحضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ حضرت زبیرؓ وحضرت عبداللہؓ بن مسعود حضرت عبیدہؓ بن حارث و حضرت بلالؓ۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر وحضرت سعیدؓ بن ابی وقاص۔ حضرت ابوعبیدہؓ وحضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہ۔ حضرت سعیدؓ بن زیدؓ و حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ اور حضرت علیؓ اور خود اپنے درمیان فرمایا۔

انسانی مؤاخات اور ہمدردی ومؤاسات کا یہ وہ پہلا معاہدہ تھا جو مکہ

معظمہ میں عمل میں آیا اور یہ سب برکت تھی توحید پرستی کی۔ کیونکہ اتحاد ویگانگت اور اخوت ومساوات کے لئے لازمی ھیکہ سب ایک رب کے ماننے والے ہوں اور یہی فطرت کی آواز ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک خدا کو مانو اور اُسی کے آگے جھکو کہ اسی میں تمہاری فلاح و بہبود مضمر ہے۔ یہی وہ نعرۂ حق تھا جس نے اُس قوم کو مطیع اور فرمانبردار اور آپس میں بھائی بھائی بنا دیا جس کو قیصر و کسریٰ کی بڑی بڑی حکومتیں اپنا تابع فرمان نہ کرسکیں۔

یہ وہ عالمگیر اخوت ہے جس کی تشکیل سیدِ ولدِ آدم حضرت خاتم النبین۔ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے آج سے چودہ سو سال پہلے ہوئی اور اس محبت ومؤاسات کو مضبوط بنیادوں پر استوار رکھنے کے لئے آپؐ نے نہایت حسین تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔ ''مسلمان'' مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اُس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارومددگار کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کے وقت اُس کے کام آئے گا۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کی کسی تکلیف کو دور کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے میں قیامت کی تکلیفوں میں سے اُس کی کوئی تکلیف کو دور فرمادے گا۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی فرمائیگا۔''

قارئین کرام! آپؐ نے یہاں تک فرمادیا کہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں کوئی شخص سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کہ لئے وہی بات پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

آیئے! اب میں آپ کو یثرت کی سرزمین میں لے چلوں جہاں محسنِ انسانیت رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم رنجہ فرمانے کے بعد ایک عدیم المثال مؤاخات قائم ہوئی اور ایک ایسا قابلِ رشک بھائی چارہ قائم ہوا جس کے حسین مناظر کی چمک آج بھی تابندہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ متواتر تیرہ برس تک کفارِ مکہ کے مظالم اور ایذاء رسانیوں کو برداشت کرتے رہے۔ لیکن جب انتہا ہوگئی اور مکہ میں رہتے ہوئے خدا کے احکام کی بجا آوری بھی ممکن نہیں رہی تو اپنے وطن عزیز کو نہایت حسرت کے ساتھ خیرباد کہہ دیا اور مال و جائیداد، عزیز و اقارب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر لٹے پٹے خالی ہاتھ مکہ سے یثرب یعنی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اُس وقت آنحضرت سلعم کے سامنے ایک بڑا مسئلہ مہاجر صحابہ کی دوبارہ آبادکاری کا تھا۔ اس موقعہ پر آپؐ نے کمال فراست اور روحانی بصیرت سے کام لیتے ہوئے اس مسئلہ کا حل یوں تجویز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو دو شخص بھائی بھائی بن جائیں۔ انصار صحابہ نے اس ارشاد گرامی پر کس والہانہ رنگ میں لبیک کہا۔ ذیل میں صرف دو مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف (مہاجر) کو حضرت سعدؓ بن ربیع (انصاری) کا بھائی بنا دیا۔ حضرت سعدؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہنے لگے۔ بھائی! میں انصاری لوگوں میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ میں اپنے مال کو دو حصے کرتا ہوں ایک حصہ تم لے لو۔ اسی طرح میری دو بیویاں ہیں جو تم کو پسند ہو مجھ کو کہو، میں اُس کو طلاق دوں گا۔ عدت کے گزرنے کے بعد تم اس سے نکاح کر لو۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا، بھائی! اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور مال میں برکت دے۔ مجھ کو صرف اپنا بازار بتلا دو۔ لوگوں نے اُن کو بنی قینقاع کا بازار بتلایا۔ چنانچہ آپؐ نے تجارت شروع کردی اور پھر بے حد مالدار ہوگئے۔

ایک اور روایت میں ھیکہ انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمارے جو باغات ہیں وہ ہم میں اور مہاجرین میں تقسیم کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا۔ انصار نے کہا، خیر، پھر وہ ان باغات

میں کام کریں۔ پھل میں ہماری اور اُن کی شراکت ہو جائیگی۔ مہاجرین نے اس تجویز کو قبول کرلیا۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمایئے کہ مکہ اور مدینہ کے باشندوں میں اُس وقت کوئی رشتہ داریاں بھی نہ تھیں۔ قبیلہ بھی ایک نہ تھا۔ طبائع میں بھی اختلاف تھا اور آب وہوا بھی مختلف تھی۔ اس قدر وجوہِ اختلاف کے باوجود حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدا کی خاطر انہیں بھائی بھائی بن جانے کا ارشاد فرمایا تو پھر دیکھئے انصار نے اپنے بیکس و بے سروسامان مہاجر بھائیوں کے ساتھ کس قدر ہمدردی اور ایثار کا مظاہرہ کیا اور دوسری طرف مہاجرین نے بھی جس خودداری اور بلند حوصلگی کا نمونہ دکھایا وہ بھی قابلِ رشک ہے۔ مگر انصار اپنے مال و جائیداد میں سے حصہ بٹانے پر اتنے مصر تھے کہ بعض انصار جو فوت ہوئے تو ان کی اولادوں نے عرب کے دستور کے مطابق اپنے مہاجر بھائیوں کو مرنے والے کی جائیداد میں سے حصہ دیا۔ اور کئی سال تک اس پر عمل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ قرآنِ کریم میں اس عمل کو منسوخی کا ارشاد ہوا۔

غرض آنحضرت صلعم نے جس برادری کا قیام فرمایا اُس کا دائرہ عرب قوم تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اس نے ان تمام دیواروں کو جو رنگ و نسل عرب وعجم اور وطن و دولت کی بنیاد پر بنائی گئی تھیں مسمار کردیا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آپؐ نے عجمی غلاموں کو انسانی شرف اور بزرگی کے بلند ترین مقام پر فائز کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا:

''سبقت لے جانے والے چار ہیں۔ میں عربوں میں سبقت لے جانے والا ہوں۔ سلمانؓ اہلِ فارس میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ بلالؓ حبشہ والوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ اور صہیبؓ رومیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ اللہ اللہ! شہنشاہ لولاک، خاتم النبیین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیر غلاموں کو اپنے دوش بدوش کھڑا کر کے کس قدر انسانیت کے شرف کو بلند فرمایا سچ ہے

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا ، نہ کوئی بندہ نواز

قارئین کرام! آج کے ترقی یافتہ دور میں مساوات کو قائم کرنے ذات پات کے فرق کو مٹانے سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان حائل بلند دیوار کو گرانے اور نوعِ انسان میں حقیقی بھائی چارہ قائم کر کے امن کی فضا پیدا کرنے کی مختلف سوسائیٹیوں اور تنظیموں کی طرف سے کوششیں کی جاتی ہیں ان کا جذبہ قابلِ قدر ہے۔ اور ان کی کوششیں قابل توجہ ہیں لیکن نظر اٹھا کر دیکھئے تو مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں رنگ و نسل کا اختلاف قومیتوں کا فرق اور فرقہ واریت کے جنوں نے ساری دنیا کی فضا کو مکدر کر رکھا ہے۔ آخر کیا وجہ ہیکہ جو ان کی کوششوں کو پھل نہیں لگے۔ جبکہ آج سے چودہ سو سال قبل ہمارے آقا ومطاع محسنِ انسانیت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وحشی اور سرکش قوم کو ہمدردی ومساوات اور ایثار ومؤاخات کا ایک مثالی نمونہ بنادیا تھا۔

چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

'' کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسولِ مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کرلی تھی کہ اسلامی اخوت کی رُو سے سچ مچ عضوِ واحد کیطرح ہوگئی تھی اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر اور باطن میں انوارِ نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلعم کی عکسی تصویر تھے...... یہ دراصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

آمین

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ

محترمہ نیلم کوثر صاحبہ سیکریٹری مال لجنہ اماء اللہ کانپور

ہمارے پیارے آقا فخر موجودات ، سرور کائنات سید الرُّسل ، خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بنی نوع انسان پر بے انتہاء احسانات کے لئے ہم ان پر جتنا بھی درود بھیجیں وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے دائرہ کو تمام بنی نوع انسان پر محیط فرمایا۔ گویا آپ ﷺ کا بابرکت وجود ایسی عالمگیر افادیت اپنے اندر رکھتا ہے جس میں کسی رنگ و نسل اور ملک و قوم کا امتیاز نہیں۔ دوسری طرف آپ بنی نوع انسان کو خیر پہنچانے کے لئے اس قدر حریص ہیں کہ ناممکن ہے کہ کوئی صورت خیر پہنچانے کی آپ ﷺ کو نظر آئے اور اس سے آپ نے فائدہ نہ پہنچایا ہو۔ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں ہوں یا دنیاوی معاملات، والدین کے حقوق ہوں یا اولاد کے لئے ان کی ذمہ داریاں، اخلاقی معاملات ہوں یا اقتصادی لین دین، صنف نازک کے حقوق ہوں یا غلاموں سے حسن سلوک، غرباء کی دستگیری ہو یا امراء کو نصیحت، رنگ و نسل کے فرق کو مٹانا ہو یا ساری دنیا کو ایک جماعت بنانا۔ غرض یہ کہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو نہیں جس پر اس رحمۃ للعٰلمین نے اپنی زرّیں نصائح سے روشنی نہ ڈالی ہو۔

حصول علم کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث تکرار کے ساتھ ملتی ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔'' اسلام کی بنیاد اس یقینی علم پر ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کامل شریعت کے ذریعہ نازل فرمایا ہے۔ اور اسی لئے دنیا میں اسلام ہر بات کو دلائل کے ذریعہ منواتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے مردوں اور عورتوں کے حصول علم کے لئے انتہائی تاکید فرمائی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ فرماتے ہیں کہ ''علم سیکھو خواہ تمہیں اس کے لئے چین کے کناروں تک بھی جانا پڑے۔'' اور یاد رہے کہ اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے چین کا ملک عرب سے نہ صرف ایک دور ترین ملک تھا بلکہ وہاں پہنچنا بھی ایک غیر معمولی اخراجات، کوفت اور خطرہ کا موجب تھا۔ لفظ 'چین' کے استعمال میں یہ حکمت ہے کہ خواہ تمہیں علم حاصل کرنے کے لئے کتنی بھی دور جانا پڑے اور کیسی ہی تکلیفوں کا سامنا ہو پھر بھی علم حاصل کرو۔

علم اور تربیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس کے متعلق بھی محسن اعظم ﷺ فرماتے ہیں ''اَکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ وَ اَحْسِنُوا اَدَبَھُمْ'' حضرت انس بن مالک سے مروی اس حدیث کے معنے ہیں کہ اپنی اولاد کی عزّت کرو اور اس کی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالو۔ یہ ایسا حکم ہے کہ جس سے بچوں میں کا جذبہ پیدا ہو اور پھر ان کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی خاص توجہ دلائی تاکہ وہ بڑے ہو کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بہترین صورت میں سرانجام دے سکیں۔ حق یہ ہے کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کے افراد اپنی اولاد کو اپنے سے بہتر حالت میں چھوڑ کر نہ جائیں۔ اگر ہر باپ اس بات کا اہتمام کرے کہ وہ اپنی اولاد کو علم و عمل دونوں میں اپنے سے بہتر حالت میں چھوڑ کر جائے گا تو یقیناً قوم کا ہر اگلا قدم ہر پچھلے قدم سے اونچا اٹھے گا، آج کل اکثر

والدین اولاد کی دنیاوی تعلیم کا تو خیال رکھتے ہیں کیوں کہ وہ ان کی اقتصادی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے مگر ان کی دینی تعلیم کی طرف ایسی غفلت برتتے ہیں کہ گویا یہ کوئی قابل توجہ چیز ہی نہ ہو۔ قرآن شریف میں جو "لَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَکُمْ" یعنی اپنی اولاد کو قتل نہ کرو کے الفاظ فرمائے گئے ہیں ان میں بھی اسی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر تم اپنے بچوں کی عمدہ تربیت اور اعلیٰ تعلیم کا خیال نہ رکھو گے تو گویا ان کے قتل کرنے والے ٹھہرو گے۔

تربیت کا سیدھا تعلق سچے علم سے ہے، سچا علم وہی ہے جسکے ساتھ نیکی اور تقویٰ شامل ہو اور نبی کریم ﷺ نے رفاہِ عامہ کی خاطر بے غرض حصول علم کو بہت پسند فرمایا نیز سراہا ہے۔ حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلے خدا تعالیٰ اس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتہ طالب علم کے کام سے خوش ہو کر اس کے آگے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور عالم کے لئے زمین اور آسمان کے رہنے والے بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔" ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں "علم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی دوسری ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑ جاتے بلکہ ان کا ورثہ علم و عرفان ہے۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بہت بڑا نصیب اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے۔

علم کی غیر معمولی اہمیت اور افادیت کے مدّ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے حصول کو صرف مردوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ صنف نازک کو بھی حصول علم کے لئے اسی طرح تاکید فرمائی۔ عورتوں کا تعلیم یافتہ ہونا معاشرہ کے لئے بہت زیادہ مفید اور سود رساں ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کا ارشاد ہے "اگر تم پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔" تعلیم یافتہ اور نیک ماں بچوں کی سب سے اچھی استاد ہوتی ہے جو انکو دین اور سماج کے لئے فائدہ مند وجود بناتی ہے۔ اس حکمت کے مدّ نظر محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مستورات کے حصول علم کے حق کو محفوظ کیا۔ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا کوئی قول و فعل قرآن مجید کی تعلیم سے الگ نہیں ہے۔ چنانچہ حصول علم کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ "قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْماً" یعنی کہ یہ دعا کرتے رہا کرو کہ اے اللہ ہمارے علم کو بڑھا۔

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے بذریعہ وحی فرمایا کہ 'میں علیم ہوں اور صاحب علم سے محبت کرتا ہوں' ایک حدیث میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "علم سیکھنا اور سکھانا ذکر اللہ کی طرح فضیلت رکھتا ہے' ایک دوسری جگہ آپ ﷺ فرماتے ہیں 'علم حاصل کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے لازمی ہے، علم کی طلب عبادت ہے، علم کی تلاش جہاد ہے، بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے، مستحق لوگوں کو علم سکھانا اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے، علم حلال و حرام کا نشان ہے، جنت کے راستوں پر روشنی کا ستون ہے، تنہائی میں مونس ہے، پردیس میں رفیق ہے، خلوت میں ندیم ہے، دشمن کے مقابلہ پر ہتھیار ہے، دوستوں میں زینت ہے، علم کے ذریعہ بلندی اور امانت ملتی ہے، علم اہل علم کی سیرت کو مکمل کر کے اسے دوسروں کے لئے نمونہ بناتا ہے۔" چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ بعض اوقات ابتدائی مسلمان آنحضرت صلّی اللہ علی وسلم کی حدیثیں سننے کے لئے سینکڑوں میل دُور کا سفر اور غیر معمولی اخراجات برداشت کر کے صحابہؓ کی تلاش میں پہنچتے تھے اور حدیثوں کے ذریعہ علم حاصل کرتے تھے۔

حصول علم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ مسلمانوں کو "من المھد الی الحد" یعنی پنگھوڑے سے لے کر قبر میں داخل ہونے تک علم حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

کلکتہ میں ہندوستان کا پہلا پوسٹل میوزیم

از سعیدہ فوزیہ قادیان

ہندوستانی ڈاکخانہ کے قیام 125 ویں سالگرہ کے موقعہ پر نومبر 1979ء میں کلکتہ کے جی۔پی۔او۔(G.P.O.) کمپلکس میں قائم کردہ پوسٹل میوزیم جو میوزیموں میں ایک انوکھا مقام رکھتا ہے ہمارے ملک کے اندر ڈاک کے نظام کے اسرار کو ماضی بعید سے اتیک بے نقاب کرتا ہے۔

ہندوستان میں نظام ڈاک کی ارتقاء کا سرا دور وید سے ملتا ہے۔ جب سنت سادھو انسانی ایجنٹوں کے ذریعہ پیغامات عام کرتے اور راجے مہاراجے گھوڑسواروں کو مختلف علاقوں میں روانہ کرتے۔ بعد ازاں موریہ دور حکومت میں چندر گپت موریہ اور سمراٹ اشوک نے صوبائی گورنروں سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے کبوتروں کا استعمال عہد وسطیٰ میں سلاطین اور عظیم مغل شہنشاہوں نے ہرکارہ نظام پر مبنی ڈاک خدمات کا آغاز کیا۔ یہ ہرکارے پیادہ اور گھوڑسوار دونوں ہی ہوا کرتے تھے۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے بھی اپنے ابتدائی دور میں بعض ردّوبدل کے ساتھ اسی نظام کا استعمال کیا تھا۔ لیکن ڈاک کا باقاعدہ جدید نظام وارین ہیسٹنگز نے قائم کیا۔ جنوری 1774ء میں ایک پوسٹ ماسٹر جنرل کا تقرر عمل میں آیا۔ نجی خطوط پر ڈاک کا نرخ دوری کی بنیاد پر طے کیا جاتا تھا۔ 1784ء میں ڈاک خانوں کے لئے نئے ضابطے وضع کئے گئے۔ 1837ء میں حکومت نے خطوط کی ترسیل کے خصوصی حقوق حاصل کر لئے۔ ان دنوں ڈاک کا دہرا نظام قائم تھا۔ سرکاری ڈاک اور ضلعی ڈاک (عوامی) ہندوستان میں برطانوی تسلّط میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ ملک کے مختلف حصوں میں ڈاک پہنچانے کا عمل مزید ترقی پاتا چلا گیا 1854ء میں ہندوستانی ڈاک خانوں کو بحیثیت ایک ادارہ تسلیم کیا گیا۔ جسکی سربراہی ایک ڈائریکٹر جنرل کو سونپی گئی۔ 701 ڈاکخانے قائم کئے گئے بعد ازاں مختلف قوانین کے ذریعہ ڈاک خدمات کو مزید چست بنایا گیا۔

پوسٹل میوزیم اس زمانہ میں استعمال میں آنے والی مختلف اشیاء جیسے نقشوں خاکوں اور محکمہ ڈاک کے ریکارڈوں کے ذریعہ ہمیں ڈاک نظام کے ماضی کی تصویر دکھایا کرتا ہے۔ مناسب نظام ڈاک کے فقدان اور صحیح دیکھ ریکھ نہ ہونے کی وجہ سے یہ اشیاء بے توجہی کا شکار ہیں۔ اس میں سے بعض گم ہوگئیں اور کچھ چرالی گئیں۔ پہلے کبھی انکا سراغ لگانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اس پوسٹل میوزیم کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ باقیات کو یکجا کر کے ان کا تحفظ کیا جائے تا کہ کل کو آنے والی نسلیں ماضی میں جھانک کر اس ملک کے ڈاک نظام کے ارتقا سے کما حقہٗ آگاہی حاصل کر سکیں اس سے ہمارے ریسرچ سکالروں کو بھی تحقیق و جستجو کا ایک میدان مہیا ہوگا۔ بلاشبہ ڈاک نظام سے دلچسپی رکھنے والوں کو پوسٹل میوزیم کے ذریعہ ہمارے ڈاک نظم کے ورثہ کو سمجھنے میں قابل قدر مدد ملیگی۔ جذباتی و تاریخی حیثیت کی حاصل اشیاء کے دفاتر کی نمائش کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے۔ ہرکارہ نظام پورے ڈاک نظام کا اہم عنصر ہے اور آج بھی ہم اس نظام سے پورے طور پر گلو خلاصی نہیں حاصل کر سکے ہیں۔ اوّلین ادوار میں ڈاک ہرکارہ خدمت خلق کا نمونہ ہوا کرتا تھا۔ جنگلوں، پہاڑوں، ریگستانوں اور دلدلی علاقوں سے ہو کر ڈاک پہنچانا ہی اس بے انتہا مصائب کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس طرح ہر وقت اس کی جان خطرہ میں رہا کرتی تھی۔ یہ ہرکارے رنگ برنگے لباسوں میں ملبوس ہوتے جن پر سرکاری بِلّے لگے ہوتے

اور جسم سے گھنٹیاں بندھی ہوتی تھیں۔علاوہ ازیں اپنے تحفظ کی خاطر وہ بھالوں اور برچھیوں سے بھی لیس ہوتے۔ پہاڑی خطوں میں ہرکارے کو بگل فراہم کیا جاتا تھا۔ جسے بجا کر وہ اپنی موجودگی کا اعلان کیا کرتا تھا۔گھنٹیوں کی آواز ان دنوں کی یاد تازہ کرتی ہے۔جب یہ محکمہ رات ہو یا دن ہر وقت حرکت میں رہا کرتا تھا۔

اس میوزیم کی خاص دلچسپیوں میں ہرکارے کا ماڈل شامل ہے۔ جسے شیشے کی شوکیس میں سجا کر رکھا گیا ہے۔تاکہ وہ نمائش بینوں کے دستبرد سے محفوظ رہ سکے۔ روائتی ڈاک وردی میں ملبوس ایک راجستھانی ڈاکیئے کا ماڈل بھی جو لگ بھگ ایک صدی پرانا ہے۔ تماشائیوں کی خاص توجہ کا مرکز بنا رہتا ہے۔اکثر و بیشتر ایسے واقعات پیش آتے رہتے تھے کہ ڈاک ہرکاروں کو شیر اٹھا کر لے جاتے یا وہ طغیانی زدہ ندیوں کے غیض وغضب کا شکار ہو جاتے۔زہریلے سانپ انہیں ڈس لیتے۔ چٹانوں تلے دب کر مر جاتے۔یا راہزن ان کا کام تمام کر دیتے تھے۔ 1921ء سے 1923ء کے دوران رہزنوں نے 57 مقامات پر ڈاک لوٹی جس کے نتیجہ میں متعدد جانیں تلف ہوئیں۔ ندیاں عبور کرتے ہوئے تین ہرکارے غرقآب ہو گئے۔ دو ہرکارے چٹانوں تلے دب کر ہلاک ہو گئے۔ان تمام خطرات کے باوجود ہرکارے شاذونادر ہی کبھی اپنے فرائض سے پہلوتہی کرتے تھے۔بنگال کے ممتاز شاعر سوکانتا بھٹا چاریہ نے اپنی ایک نظم کے ذریعہ ان ہرکاروں کو لازوال بنا دیا ہے۔اب جبکہ ڈاک کے نظام نے میکانکی صورت اختیار کر لی ہے ملک سے یہ ہرکارے غائب ہو چکے ہیں۔عہد قدیم میں ان ہرکاروں کے استعمال میں رہنے والی بعض چیزیں تماشائیوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوتی ہیں۔ ہمارے جدید معاشرہ میں لیٹر بکس کی اہمیت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ خط ڈالنے کے بکس میں زمانے میں لیٹر بکس برطانوی راج کی عظمت کے امین ہوا کرتے تھے۔ کثیر سرمایہ خرچ کر کے خوبصورت ڈزائنوں میں انہیں تیار کیا جاتا تھا۔میوزیم میں ایسے کئی لیٹر بکس موجود ہیں جنکے اوپر برطانوی تاج شاہی کی تصویر خوبصورت نقش ونگار بنے ہوئے ہیں۔ٹراونکور ریاست کے لیٹر بکس کا بھی ایک نادر ذخیرہ اس میوزیم میں موجود ہے۔

جن دنوں گھوڑوں پر سوار ڈاک ہرکاروں کا رواج تھا ڈاک بنگلوں میں ان کے قیام کا انتظام رہا کرتا تھا۔ان ڈاک بنگلوں کا نگران ڈاکوا کہلاتا تھا۔ جو ڈاک وصول کرتا اور اس کا تبادلہ کیا کرتا تھا۔ اور گھوڑوں نیز ہرکاروں کی دیکھ ریکھ اس کے ذمہ ہوا کرتی تھی۔ میوزیم نے ڈاکوا کے استعمال والا ایک بیج (badge) حاصل کیا ہے۔جس پر سال 1864ء کندہ ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ ڈاک بنگلے آج بھی موجود ہیں۔لیکن ڈاکوا کا وجود باقی نہیں اہم ڈاک خانوں میں دھات کے بنے ہوئے قیمتی سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں جن پر تاج برطانیہ نقش ہوتا تھا ایسے چند سائن بورڈ اس میوزیم میں موجود ہیں۔سگنل دینے کا سیمافور آلہ بھی میوزیم میں موجود ہے۔جسے ڈائمنڈ ہاربر میں استعمال کیا جاتا تھا۔ بیش بہا نقشوں اور ڈاکخانوں میں بنگال سرکل کے تحت پڑنے والے ڈاکخانے دکھائے گئے ہیں۔ایک دلچسپ چیز 1921ء کا وہ نقشہ ہے جس میں کلکتہ کے ڈاکخانوں کے علاوہ سڑکوں پر نصب لیٹر بکس کا محل وقوع بھی بتایا گیا ہے۔ دورے پر آنے والے مختلف افسران کے ریمارکس پر مشتمل مسودات بھی موجود ہیں جو ایک سو سال پرانے ہیں۔ان سے ڈاک نظام کی تارخ سے متعلق قیمتی مواد دستیاب ہوتا ہے۔

عظیم سائنسدان اور نوبل انعام جیتنے والے آنجہانی شری وی۔ رمن شروع میں محکمہ ڈاک کے ایک افسر تھے نیل درپن کے مشہور مصنف شری دینا بندھو مشرا بھی محکمہ ڈاک کے افسر تھے۔نمائشی گیلری میں ان شخصیتوں کی تحریر کے نمونے نہایت احتیاط سے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح عظیم شاعر رابندر ناتھ ٹیگور کے دستخط کا نمونہ نہایت احترام و عقیدت کیساتھ میوزیم میں رکھا گیا ہے۔موصوف نے شانتی نکیتن کے

ڈاک گھر میں اپنا بچت کھاتا کھولتے وقت مذکورہ دستخط کیا تھا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کلکتہ کو ملک کا پہلا ڈاکخانہ رکھنے کا طرّہ امتیاز حاصل ہے۔اور پہلے ڈائریکٹر جنرل کا دفتر بھی کلکتہ میں ہی واقع تھا۔اس میوزیم کا محل وقوع خاص اہمیت کا حامل ہے۔ کیوں کہ ڈائریکٹر جنرل کا دفتر عمارت کے اسی حصہ میں قائم تھا جہاں میوزیم قائم کیا گیا ہے۔میوزیم کے داخلی دروازے کے عین اوپر کی دیوار پر سنگ مرمر کا ایک کتبہ اب بھی اپنی اصلی جگہ پر موجود ہے۔جس پر عمارت کی تعمیر کا سال 1884ء درج ہے ابتدائی برسوں میں محکمہ کے اعلیٰ عہدیدار نا صرف بااختیار ہوا کرتے تھے بلکہ انکورنگ برنگے لباس پہننا ہوتا تھا۔اور کمر میں تلوار بھی باندھ کر رکھنی ہوتی تھی۔میوزیم کی ایک گیلری میں ان افسران کی رنگین قلمی تصویریں کینوس پر موجود ہیں۔

میوزیم کے ایک گوشے میں ٹیلی فون بھی ہے جسے کلکتہ ڈسٹرکٹ کے بڑا بازار ورکشاپ نے خود کار ایکس چینجوں میں استعمال کے لئے تیار کیا تھا۔ ٹیلی فون کا یہ دیو پیکر ماڈل نمائش کے لئے میوزیم میں رکھا ہوا ہے۔1990ء کے بعد بننے والے مختلف اقسام اور سائز کے مزید بارہ عدد ٹیلی فون آلات رکھے ہوئے ہیں۔آج کے الیکٹر ونک دور میں زیر استعمال بٹن دبا کر چلانے والے ہلکے پھلکے ٹیلی فون سیٹ کے مقابلہ میں یہ عجیب وغریب اور بیکار سے آلات بدوضع اور بدہیئت لگتے ہیں۔

ڈاک میوزیم میں ان چیزوں کے علاوہ ڈاک ٹکٹوں کی ایک چھوٹی سی لائبریری بھی کھولی گئی ہے جس سے ڈاک ٹکٹ کے شوقین اور طلبہ مستفید ہوتے ہیں۔اس لائبریری میں 1879ء میں شائع ہونے والے پہلے پوسٹ کارڈ کا نمونہ موجود ہے۔لائبریری میں ابتدائی ڈاک ٹکٹوں کے نمونے بھی موجود ہیں۔ جو نصف آنہ، ایک آنہ، دو آنہ، چار آنے کی مالیت کے ہیں انہیں ہندوستان کے اندر عام استعمال کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

درج بالا تفصیل ہرگز مکمل نہیں ان سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ ڈاک میوزیم میں بغرض نمائش پیشکردہ اشیاء کی نوعیت کیا ہے۔ دیوار گیر گھڑیاں، مہریں، سگنل والی بتیاں اور پرچم لہرانے کی مشین، بلّے اور بیلٹ، بگل وغیرہ لاتعداد اشیاء بھی نمائش کے لئے رکھی گئی ہیں۔ واضح رہے کہ ان دنوں کلکتہ جی۔پی۔او۔کا پوسٹمین بگل بجا کر بیرکوں میں موجود ڈاکیوں کو اپنے خطوط لینے کے لئے طلب کیا کرتا تھا۔

بقیہ M.T.A سے استفادہ

چاہئے۔

سوال: سورۃ فاتحہ کو ام الکتاب کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: جس طرح ایک بچہ کی تمام زندگی ماں کے پیٹ میں لکھی جاتی ہے اسی طرح تمام قرآن مجید سورۃ فاتحہ میں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر حیرت انگیز ہے۔پوری کتاب (قرآن مجید) سات آیات میں ہے۔(سورۃ فاتحہ کی)

(جاری)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

MANUFACTURERS, EXPORTERS & IMPORTERS OF ALL KINDS OF FASHION LEATHER

janic eximp

16D, TOPLA 2ND LANE KOLKATA-39

PH :91-33-344 0150 FAX :91-33-344 0150
MOB :098310 75426 E-mail :janiceximp@usa.net

آپ بیتی

جنّات کا کرشمہ

مرتبہ: مکرمہ امۃ الحی آسیہ صاحبہ لاہور

افسانے اور ناول وغیرہ تو عموماً لوگ پڑھتے ہیں لیکن زیرنظر مضمون افسانہ ہے اور نہ ہی کوئی ناول کا حصہ۔ بلکہ سچے واقعات ہیں اور ہیں بھی شائستہ وشستہ طرز کلام میں۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے عمر بھر کے تجربات اور مشاہدات قلمبند فرمائے جو کہ مکرم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی نے ”آپ بیتی“ کے نام سے شائع کئے۔ اسی آپ بیتی میں سے یہ واقعہ پیش کیا جارہا ہے(ادارہ)

جنات کا کرشمہ

”میں سرسہ ضلع حصار میں تھا اور غالباً 1914ء کا واقعہ ہے کہ ایک دن پولیس کنسٹیبل ایک عورت کو ڈاکٹری ملاحظہ کے لئے لایا۔ میں نے پولیس رپورٹ پڑھی تو اس میں لکھا تھا کہ مسمی فتح محمد موضع فلاں نے پولیس میں رپورٹ کی کہ میرے موضع کے ایک شخص مسمی جھنڈو نے جو میرا مخالف ہے، میری بیٹی مسمات نوری عمر بیس سال پر جو ابھی نا کتخدا ہے۔ کوئی عمل جن بھوت وغیرہ کا کرایا ہے۔ اور ایک منصوری پیسہ پڑھوا کر میری لڑکی کی طرف بذریعہ موکل بھیجا ہے۔ جو سخت زور سے لڑکی کی پیشانی پر لگا اور اس کے بعد وہ جن لڑکی پر سوار ہوگیا۔ اب لڑکی پر بے ہوشی کے دورے پڑتے ہیں۔ اور وہ کہتی ہے کہ مجھ پر ماموں مولا بخش سوار ہیں۔ ہم نے بہت سے عامل بلائے مگر کوئی اس مولا بخش کو نہ اتار سکا۔ اب عرض یہ ہے کہ لڑکی کا ملاحظہ ڈاکٹری کرایا جائے اور جھنڈو کو قرار واقعی سزا دی جائے یا اس کی ضمانت لی جاوے۔ کیونکہ معاملہ قابلِ دست اندازی پولیس ہے۔ آخر میں لکھا تھا کہ لڑکی کو اس کے والد کے ہمراہ برائے ملاحظہ طبیّ بھیجا جاتا ہے۔ مطلع فرماویں کہ اس پر جن چڑھا ہوا ہے یا نہیں اور خفیف ہے یا شدید۔ میں نے جب یہ پڑھا تو پولیس کی رپورٹ لکھنے والے کی عقل پر سخت حیران ہوا۔ سپاہی سے پوچھا کہ جب یہ مار کٹائی کا معاملہ نہیں ہے تو میں ضربات کیا لکھوں؟ میرے محکمہ کو جنات سے کیا واسطہ؟ وہ احمق کہنے لگا لڑکی اپنے ماتھے پر عمل کا پیسہ لگنا بیان کرتی ہے۔ یہ تو صاف ضرب کی قسم ہے۔ اس کے بعد سے وہ بے ہوش ہو جاتی ہے اور اس کے سر پر جن بولتا ہے۔ یہ اس ضرب کا ہی اثر ہے۔ آپ جیسا مناسب سمجھیں لکھ دیں۔ مجھے فتح محمد مدعی سے بہت زیادہ خود پولیس والوں پر تعجب تھا۔ مگر چونکہ جنات کا معاملہ تھا۔ اس لئے میں اٹھ کر باہر نکلا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ دس بارہ آدمی سڑک پر ایک چھکڑا لئے کھڑے ہیں اور اس میں ایک جوان مضبوط مسٹنڈی عورت لیٹی ہوئی ہے۔ جس کی آنکھوں سے وحشت برس رہی ہے۔ بہتیرا اس سے پوچھا، گچھا مگر وہ کچھ نہ بولی۔ آخر میں نے اس کے رشتہ داروں سے کہا کہ اسے چھکڑے پر سے اتار کر اندر اپریشن والے کمرے میں لے چلو۔ دو آدمیوں نے اس کا سر پکڑا، دو نے پیر۔ درمیان میں کسی نے سہارا بالکل نہیں دیا۔ مگر وہ لڑکی ایسی سیدھی اور اکڑی رہی گویا لکڑی کا ایک تختہ ہے۔

غرض ان آدمیوں نے لکڑی کے کندے کی طرح اسے اٹھایا۔ کمرہ میں لے جا کر اپریشن کی میز پر لٹا دیا۔ میں نے جب لڑکی کو دیکھا تو پتا لگ گیا کہ کسی قسم کا جن ہے۔ اس کے ساتھی مرد مضبوط اور تندرست زمیندار جاٹ تھے۔ میں نے ان میں سے چھ کو انتخاب کر کے باقیوں کو کمرہ سے باہر بھیج دیا۔ اور یہ کہا کہ اب میں اس جن کو بلانے لگا ہوں۔ تم پوری قوت کے ساتھ میری مدد کرنا۔ اور اسے ہلنے نہ دینا۔ چنانچہ ایک آدمی نے ایک ہاتھ لڑکی کا پکڑ لیا۔ دوسرے نے دوسرا ہاتھ دو نے ٹانگیں اور باقی نے باقی حصہ جسم کا میز پر اپنی پوری قوت سے دبا لیا کہ وہ ذرہ بھر بھی حرکت نہ کر سکے۔ اور انہیں سمجھا دیا کہ خواہ یہ عورت کتنا ہی تڑپے تم اسے ہلنے نہ دینا۔ ورنہ خطرہ ہے کہ جن اسے چھوڑ کر تم پر چڑھ جائے۔ غرض اس طرح اس کو چومیخا کر کے میں نے پہلے تو اس لڑکی کے ساتھ زور زور سے باتیں کرنی شروع کیں کہ تو کون ہے اور کیوں اس لڑکی کے سر پر چڑھا ہے۔ مگر اس لڑکی نے کسی بات کا جواب نہیں دیا آخر تنگ آ کر میں نے ایک بڑی بوتل چوڑے منہ کی لے کر اس میں ایمونیا کارب (Am Carb) بھرا۔ اور بوتل کا منہ اس کی ناک پر لگا کر سر کو اس طرح پکڑ لیا کہ وہ حرکت نہ کر سکے۔ لڑکی نے شروع میں تو بڑی ہمت دکھائی۔ اور کچھ نہ بولی۔ مگر آخر تابکے۔ پہلے تو ناک سے پھر آنکھوں سے اور منہ سے بھی پانی جاری ہو گیا۔ مجبور ہو کر چیخنے لگی کہ چھوڑو چھوڑو۔ میں نے کہا نہیں پہلے یہ بتا کہ تو کون ہے اور کس لئے اس لڑکی کے سر پر چڑھا ہے۔ وہ کہنے لگا میں جن ہوں اور مسمی جھنڈوں نے عمل کرا کے ایک منصوری پیسے کو پڑھ کر مجھے اڑایا۔ اس عمل کے زور سے وہ پیسہ اس لڑکی کے ماتھے پر آ کر لگا اور میں اس کے سر پر چڑھ گیا۔ اب میں اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ چاہے تم کچھ بھی کرو۔ میں نے کہا بھائی اس غریب کو پکڑنے میں کیا فائدہ؟ تم کسی زبردست سے جا کر زور آزمائی کرو۔ کہنے لگا تو زور لگا لے۔ میں نے ایک تولیہ لے کہ دوا کی بوتل کے منہ کے چاروں طرف اس طرح لگا دیا کہ ناک اور منہ میں تازہ ہوا بالکل نہ جا سکے۔ اس طرح جب دوا پوری تیزی کے ساتھ اس کے دماغ میں گھسی، تو وہ عورت بے قرار ہو کر چیخنے لگی۔ میں نے کہا۔ یہ ہماری تمہاری زور آزمائی ہے۔ یا تو اسے چھوڑ کر چلتے بنو نہیں تو میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کچھ لمحہ صبر کر کے پھر وہ عورت چلائی ''کہ اچھا اب میں جاتا ہوں'' پھر خاموش ہو گئی۔ میں نے آواز دی۔ نوری، نوری، نوری تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ادھر اس کے پکڑنے والوں نے غلطی سے سمجھ لیا کہ جن اتر گیا ہے۔ انہوں نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی، گرفت نرم کرنے کی دیر تھی کہ وہ تو سانپ کی طرح بل کھا کہ ان چھ آدمیوں کے ہاتھوں میں سے نکل اٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ مجھے کون نکال سکتا ہے؟ ہٹ جاؤ، دور ہو جاؤ، گردن مروڑ دوں گا۔ غرض ایک دفعہ آزاد ہو کر اس نے ان سب لوگوں کو نئے سرے سے مرعوب کر لیا۔ اور ہمارا عمل سب بے کار گیا۔ مگر میں نے ان سے کہا کہ جلدی اسے قابو کرواب یہ جن نکلنے پر آیا ہے۔ اس وقت ذرا بھی غفلت کی تو میری اور تمہاری دونو کی خیر نہیں۔ غرض بہ ہزار دقت انہوں نے اسے پھر پکڑ کر گرایا۔ اور پوری قوت کے ساتھ اس طرح میز پر دبایا کہ ہلنے کی گنجائش نہ چھوڑی۔ میں نے پھر اپنا عمل شروع کیا اور اب کی دفعہ ہوا کو چاروں طرف سے بند کر کے بوتل کو ہلا کر اس طرح اسے منہ اور ناک پر فٹ کر دیا کہ دو منٹ میں ہی اس کی عقل ماری گئی۔ پانی کے شراٹے اس کی ناک سے، آنکھوں سے اور منہ سے بہنے لگے اور موت کا مزا آ گیا۔ آخر جب معاملہ اس کے ضبط سے نکل گیا تو جن

کہنے لگا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا۔ بس یہی کہ تم اس لڑکی کو چھوڑ دو کہنے لگا اچھا۔ میں نے کہا پہلے بھی تم نے ہمیں دھوکا دیا تھا۔ اور ایک منٹ کے بعد پھر واپس آ گئے تھے۔ اس لئے اب تم یہ وعدہ کرو کہ میں جاتا ہوں۔ اور پھر کبھی عمر بھر اس کے سر پر نہیں آؤں گا۔ تھوڑی دیر تو وہ خاموش رہا۔ مگر خاموش رہنا اس خوفناک دوا کی وجہ سے ناممکن تھا۔ مجبوراً اس نے کہہ دیا کہ میں جاتا ہوں۔ پھر کبھی اس لڑکی پر نہیں آؤں گا یہ میرا پکا قول وقرار ہے۔ اس پر میں نے لوگوں سے جو اسے پکڑے ہوئے تھے کہا کہ اب لڑکی کو چھوڑ دو۔ جب اسے چھوڑ دیا گیا تو دو منٹ تک تو وہ بدحواس سی رہی۔ مگر جب میں نے نوری نوری کہہ کر آواز دی تو جواب دیا ''جی'' میں نے کہا کیا حال ہے۔ کہا اچھی ہوں۔ جن اب بھی ہے کہنے لگی چھوڑ گیا۔ پھر مجھے دیکھ کر سلام کیا۔ اور اپنے باپ کو دیکھ کر اس کے گلے میں باہیں ڈال کر رونے لگی اور کہنے لگی کہ چلو گھر چلو۔ میں نے کہا تو خود ہی اس میز پر سے اتر کر پیدل باہر جا۔ اور اپنے چھکڑے پر سوار ہو جا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ میں نے اس کے باپ سے پکار کر کہا۔ کہ جب کبھی پھر یہ جن تمہارے ہاں آئے تو پولیس میں رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں۔ تم فوراً سیدھے اسے یہاں لے آنا اور پولیس والوں کو میں نے یہ جواب دیا کہ ''مسماۃ نوری'' پر واقعی سخت جن چڑھا ہوا تھا۔ میں نے بمشکل اس کو اپنے عمل سے اتار دیا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ پھر وہ اس پر نہیں چڑھے گا۔ مگر اسے مسمی جھنڈو نے اس کیطرف بھیجا تھا۔ بلکہ جنوں کا ایک بادشاہ ہسٹریا نام (Hysteria) کوہ قاف میں رہتا ہے۔ اس نے جن کو اس لڑکی پر بھیجا تھا۔ جھنڈو بے قصور ہے۔ اور اگر خدانخواستہ وہ جن پھر کبھی اس عورت پر آ جائے تو اسے دوبارہ میرے پاس بھیج دینا تا کہ اس جن کو اسم اعظم کے عمل کے ساتھ بلکی جلا کر پھونک دیا جاوے۔

بوتل پر لیبل

میں لاہور میو ہاسپٹل میں ایک زمانہ ہاؤس سرجن بھی رہا ہوں۔ اس وقت ایک پروفیسر کرنال گرانٹ نامی کچھ دنوں کے لئے کالج کے پرنسپل اور ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ بنا دئے گئے تھے۔ ان میں کامن سنس Common Sense بہت تھی۔ ہم چار ہاؤس سرجن شفاخانہ میں بیک وقت موجود تھے۔ ایک دن کرنل گرانٹ کی آنکھ جو دکھنے آئی تو آنکھوں کے محکمہ کے ہاؤس سرجن سے کہنے لگے کہ ویل آئی سوس سرجن صاحب۔ میرے لئے کچھ زنک لوشن آنکھ کی سوزش کے لئے بنا کر بھجوا دینا۔ اس بیچارے نے اپنے ہاتھ سے ایک اچھی سی نئی شیشی دھو کر صاف کی پھر نہایت احتیاط سے تازہ زنک لوشن بنا کر خود گرانٹ صاحب کے لئے لے کر آیا۔ صاحب نے شیشی ہاتھ میں لے کر کہا۔

گرانٹ صاحب: کیا میں تمہارا دشمن ہوں۔ یا تم کوئی پرانا انتقام مجھ سے لینا چاہتے ہو؟

ہاؤس سرجن (حیران ہو کر): نہیں جناب میں تو آپ کے فرمانے کے بموجب زنک لوشن بنا کر لایا ہوں۔

گرانٹ صاحب: نہیں تو۔ یہ شورہ کا تیزاب ہے۔ خالص تیزاب نائٹرک ایسڈ۔

ہاؤس سرجن: (پریشان ہو کر) آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ صرف زنک لوشن ہے۔ اور یہ میں اپنے ہاتھ سے تیار کر کے لایا ہوں۔

گرانٹ صاحب: اس کا ثبوت؟

ہاؤس سرجن: میں خود اپنے ہاتھ سے بنا کر ابھی سیدھا لئے چلا آ

رہا ہوں۔

گرانٹ صاحب: افسوس ہے کہ یہ میں نہیں لے سکتا۔ آپ کے پاس جو ثبوت ہے اس پر آپ خود ہی تسلی پا سکتے ہوں گے۔ میری تسلی نہیں ہے۔ میں تو اسے تیزاب ہی خیال کرتا ہوں۔ اسے لے جایئے۔ میں ایسی خطرناک چیز اپنی آنکھوں میں نہیں ڈال سکتا۔

ہاؤس سرجن: میں آپ کے ارشاد کا مطلب سمجھا نہیں؟

گرانٹ صاحب: ہاؤس سرجن صاحب! ہر شیشی پر دوا کا نام کا لیبل ہونا ضروری ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ اس کے اندر کیا ہے۔ ورنہ پھر سوائے اعتبار کے ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں رہتا۔ آپ زنک لوشن بنالائے۔ مگر دوا سازی کا پہلا اصول ہی بھول گئے۔ اب میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ تیزاب ہے نہ کہ زنک لوشن۔ اگر لیبل نہ ہوا کریں تو لوگوں کی جانیں خطرہ میں پڑ جائیں اور جس نے زبانی طور پر جو نام جس دوا کا رکھ دیا۔ اگر وہ مان لیا جاوے تو اندھیر آ جائے۔ اس لئے شیشی پر لیبل ضروری ہے تا دھوکا نہ رہے اور بیمار نقصان نہ اٹھائیں۔

یہ قصہ ہم سب پڑھے لکھے لوگوں کے لئے جن کے گھروں میں دوائیاں اور شیشیاں رہتی ہیں۔ بہت اچھا سبق ہے۔ اگر بوتلوں پر ہمیشہ لیبل اور دوا کا نام ہوتا تو بیسیوں حادثات سے لوگ بچ جاتے۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ ایک مدت کے بعد لوگ بغیر لیبل کی بوتلوں کی دواؤں کے نام خود بھول جاتے ہیں۔ پھر مجبوراً دوا پھینک دینی پڑتی ہے۔ کہ خدا جانے کیا چیز اس بوتل میں تھی۔ اور اس طرح کارآمد اور قیمتی دوائیں بھی ضائع ہوتی رہتی ہیں۔

ایک دفعہ اسی غلطی کے ماتحت کسی شخص نے اپنی آنکھ میں ایسے رین کی جگہ خالص کاربالک ایسڈ ڈال لیا تھا۔ اور میری ایک ملازمہ نے نمک کی جگہ مرے سالن پر کوکین چھڑک دی تھی۔ یہ محض خدا کا فضل تھا جو میں بچ گیا۔

(بشکریہ خالد۔ ربوہ ستمبر ۹۹ء)

Love for All, Hatred for None

M. C. Mohammad

Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG,
TEAK POLES & SIZES TIMBER
MERCHANTS

Chandakkadave, P.O. Feroke
KERALA - 673631
☎ : 0495 - 403119 (O)
402770 (R)

اعلان نکاح

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے 26 جولائی 2001ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیز مکرم تسنیم احمد صاحب فرّخ مدرس تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان ابن مکرم مبارک احمد صاحب بٹ ایم۔اے۔ کارکن نظارت اصلاح و ارشاد کا نکاح عزیزہ نبیلہ مسرّت بنت مکرم مولوی سیّد نصیر الدین صاحب کارکن نظارت علیا و سابق صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے ساتھ بعوض حق مہر 25101 روپے پڑھا۔

جملہ قارئین مشکوٰۃ سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر اہتمام قادیان میں ایک معیاری

کمپیوٹر اسکول کا شاندار افتتاح

☆ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان، سردار نتھا سنگھ صاحب دالم وزیر تعلقات عامہ و میڈیا حکومت پنجاب، S.D.M صاحب بٹالہ اور شہر و مضافات قادیان سے معزز شخصیتوں کی شرکت ☆

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری و شفقت سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر اہتمام قائم کردہ کمپیوٹر اسکول (سیدنا حضور انور نے اس اسکول کا نام "احمدیہ سینٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن" A.C.C.Ed تجویز فرمایا ہے) کے افتتاح کی تقریب مورخہ 7 اکتوبر 2001ء ساڑھے 11 بجے صبح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر مجلس کی دعوت پر افسران و بزرگان جماعت کے علاوہ محترم سردار نتھا سنگھ دالم صاحب وزیر تعلقات عامہ و میڈیا حکومت پنجاب اور محترم ایس۔ڈی۔ایم صاحب بٹالہ و دیگر سرکاری افسران اور شہر و مضافات قادیان کے معززین اور کثیر تعداد میں اراکین مجلس و احباب جماعت شریک ہوئے۔

پروگرام کے مطابق ایوان خدمت میں قائم کمپیوٹر اسکول کے افتتاح اور معائنہ کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب مع وزیر صاحب موصوف و مہمانان خصوصی احمدیہ گراؤنڈ میں تیار پنڈال میں تشریف لائے۔ جہاں کافی تعداد میں حاضرین پہلے سے منتظر تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اپنی تعارفی تقریر میں کمپیوٹر اسکول کے اجراء کا پس منظر اور اس کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی نیز تعلیم و خدمت خلق کے میدان میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے سرانجام دیئے جانے والے کاموں کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا۔ اس موقعہ پر آپ نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو بتایا کہ امام جماعت احمدیہ نہ صرف احمدی نوجوانوں کی ترقی کے خواہاں ہیں بلکہ آپ ہر قوم و ہر مذہب کے نوجوانوں کے روشن مستقبل اور ترقی کے متمنی ہیں۔ ہم نے قادیان کی ترقی اور نوجوانوں کی بہبودی کے لئے جب بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مالی امداد چاہی آپ نے دل کھول کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ یہ کمپیوٹر اسکول بھی حضور انور کی شفقت و نوازش سے ہی کھولا گیا ہے۔ آخر پر آپ نے معزز مہمانوں کی خدمت میں مجلس کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہوئے تہ دل سے ان کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں محترم S.D.M. صاحب نے مختصر رنگ میں جماعتی کاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے نوجوانوں کی خدمات کی سراہنہ کی

اور کہا کہ اس علاقہ میں کمپیوٹر کی تعلیم کے لئے جماعت نے ایسی سہولت مہیا کی ہے جس کی عرصہ سے ضرورت تھی۔ اور یہ اسکول بچوں کے مستقبل کو سنوارنے میں مؤثر ثابت ہوگا۔ اور انہوں نے یقین دلایا کہ ہم ایسے کاموں میں ہر طرح سے تعاون دینے کے لئے تیار ہیں۔ اسکے بعد محترم نتھا سنگھ صاحب دالم وزیر موصوف نے اپنی تفصیلی تقریر میں علاقہ کی ترقی اور بہبودی کے لئے جماعت کی مختلف خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس موقعہ پر گجرات میں زلزلہ زدگان کے لئے خدام الاحمدیہ کی طرف سے کی گئی خدمات کا بھی ذکر فرمایا۔ اور اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ

"مجھے بہت خوشی ہے کہ احمدیہ جماعت کی نوجوان تنظیم نے اس علاقہ کے طلباء کی سہولت کے لئے جو کمپیوٹر اسکول کھولا ہے اس کے افتتاح کے موقعہ پر انہوں نے مجھے دعوت دی ہے اور یہ میری سعادت ہے کہ اتنے شاندار اسکول کے افتتاح کے موقعہ پر حاضر ہوں۔ آج کمپیوٹر کا زمانہ ہے دنیا بہت آگے جا چکی ہے ہم بہت پیچھے ہیں، جماعت احمدیہ نے کمپیوٹر اسکول کھول کر علاقہ کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور اس علاقہ کی اہم ضرورت پوری کی ہے۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان بھر سے طلباء اس ادارہ سے مستفید ہوں گے۔ احمدی نوجوانوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ جس جس گاوں میں میں گیا ہوں مجھے کسی نے احمدی نوجوانوں کی شکایت نہیں کی بلکہ ہر ایک نے آپ کے حسن خلق اور کاموں کی تعریف کی ہے۔ وزیر صاحب موصوف نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے بعض اور ترقیاتی اور تعمیری منصوبوں کا ذکر کیا جن کا تعلق شہر قادیان اور محلہ احمدیہ سے ہے۔ آپ نے خدام الاحمدیہ کے مختلف رفاہی کاموں سے خوش ہو کر 50 ہزار روپئے مجلس کو اپنے اختیاری فنڈ سے تحفۃً دینے کا بھی اعلان فرمایا۔

وزیر صاحب کی تقریر کے بعد صدر اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں محترم وزیر صاحب موصوف اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور موجودہ دور میں کمپیوٹر کی تعلیم اور افادیت اور اہمیت پر روشنی ڈالی او مختلف رنگ میں جماعتی خدمات کا ذکر فرمایا اور حاضرین کی توجہ حضرت بانی تنظیم خدام الاحمدیہ المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے اس حقیقت افروز رہنما اصول کی طرف مبذول کروائی کہ "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" اور فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کی طرف سے جو جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تنظیم ہے جو بھی پروگرام مرتب کئے جاتے ہیں اسی راہنما اصول کے تابع ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں معاشرہ میں جس قدر بھی خرابیاں اور بدامنیاں پائی جاتی ہیں وہ سب نوجوانوں کی عدم اصلاح کے نتیجہ میں ہیں اس لئے نوجوانوں کی توجہ تعلیمی و تعمیری کاموں کی طرف مرکوز کرانے کی ضرورت ہے تا کہ وہ آگے چل کر قوم اور ملک کے لئے مفید بن سکیں۔ اس موقعہ پر موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تعلق سے آپ نے فرمایا کہ آپ نوجوانوں کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور آج جس انسٹی ٹیوٹ کا اجراء کیا گیا ہے وہ بھی حضور انور کی توجہ اور شفقت کا ہی ثمرہ ہے۔ بالآخر آپ نے اس ادارہ کی کامیابی کے لئے اور ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام کو پہنچی۔

معزز مہمانوں کے لئے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ اور حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

یہ اسکول ایوان خدمت میں کھولا گیا ہے جس میں 12 کمپیوٹر system و دیگر جدید سہولیات مہیا ہیں اور 120 طلباء

shiftwise تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

اس موقعہ پر قادیان و مضافات سے آئے ہوئے ہندو اور سکھ معززین نے بھی بہت ہی اچھے خیالات کا اظہار کیا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خدام الاحمدیہ بھارت کی اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور کمپیوٹر اسکول کا اجراء ترقی کے رستہ میں ایک نیا سنگ میل ثابت ہو۔ آمین

(خاکسار زین الدین حامد، معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

من الظلمات الی النور

اس عنوان کے تحت قبول احمدیت کی دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل مضامین مقامی صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔ ساتھ اپنی تعارفی فوٹو بھی۔ (ایڈیٹر)

ھو الشافی ہومیو پیتھک کلینک قادیان

We Treat but Allah Cures

۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R)-20432

۲) ڈاکٹر چوہدری عبد العزیز اختر Ph:(R) 20351

محلہ احمدیہ قادیان

143516 پنجاب

Ph:-(Clinic)
01872-22278

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of High Quality Leather, Silk & Cotton Garments, Indian Novelties & All Kinds of Indian Products :-

Contact Person :
M. S. Qureshi
Prop.
Ph. : 0091 - 11 - 3282643
Fax : 0091 - 11- 3263992

Postal Address :
4378/4B Ansari Road
Darya Ganj
New Delhi - 110002
India

قادیان دارالامان میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے 32اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے 23ویں سہ روزہ سالانہ اجتماع کا شاندار انعقاد

مؤرخہ 24،25،اور 26 ستمبر 2001ء

قادیان 26 ستمبر 2001...الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا 32واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا 23واں سالانہ اجتماع 26,25,24 ستمبر 2001ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہو کر اختتام پذیر ہوا۔ یہ اجتماع جو اس صدی کا پہلا اجتماع تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر کامیاب ہوا۔ اجتماع میں شریک ہونے کے لئے جہاں ہندوستان کے 15 صوبوں (آسام، بنگال، اڑیسہ، بہار، یوپی، راجستھان، ہریانہ، ہماچل، پنجاب، جموں کشمیر، کرناٹک، آندھرا پردیش، تامل ناڈو، کیرلہ، مہاراشٹرا) سے کثیر تعداد میں نمائندگان تشریف لائے۔ وہاں امسال نومبائعین کی آمد کے لئے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق تمام صوبہ جات میں کوشش کی گئی۔ خاص طور پر ان جگہوں سے جہاں نئی مجالس قائم ہوئی ہیں ایسے خدام کو شرکت کے لئے بلایا گیا جو واپس جا کر مجلس کے کاموں کو فروغ دے سکیں۔ چنانچہ امسال کے اجتماع میں کثیر تعداد میں نومبائعین خدام و اطفال بھی شریک ہوئے۔ مساجد گراؤنڈ اور رہائش گاہیں جلسہ سالانہ کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے امسال قیام وطعام کا انتظام مہمان خانہ سے باہر تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور نصرت گرلز اسکول میں کرایا گیا تھا اور پہلی بار اجتماع کے موقعہ پر خصوصی لنگر کا بھی اجراء کیا گیا۔ پنڈال کو پہلے سے بھی زیادہ وسیع بنایا گیا تھا لیکن وہ بھی چھوٹا محسوس ہو رہا تھا۔ اگر چہ پروگرام کا آغاز 24 ستمبر سے نماز تہجد اور مزار مبارک پر اجتماعی دعا سے ہو چکا تھا تاہم افتتاحی تقریب سوا نو بجے پرچم کشائی کے بعد محترم چوہدری محمد عارف صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

اس تقریب میں محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام سے خصوصی خطاب فرمایا اور حضرت بانی تنظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں اراکین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ نیز اپنے حالیہ دورہ جرمنی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جرمنی و دیگر یوروپین ممالک کے خدام کی خدمات کا براہ راست مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا اور ان کے طریق کار سے آگاہی حاصل ہوئی اور وہ سب نہایت ہی مستعدی کے ساتھ اور جوش و ولولہ کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ کے مقاصد اور نصب العین کی تکمیل کے لئے مصروف عمل ہیں۔ بھارت کے خدام کو بھی ان کے نمونے اپنانے کی آپ نے تلقین کی۔ محترم صدر اجلاس نے اپنے صدارتی خطاب میں خدام کو اردو زبان سیکھنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ ہر سہ روز کے پروگرام نہایت سازگار موسم میں کامیابی سے انجام پائے۔ تینوں روز مسجد اقصیٰ میں نماز تہجد اور بعد نماز فجر خصوصی درس کا اہتمام کیا گیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا تعارف' 'خلافت کی اہمیت' 'نماز کی اہمیت' جیسے عناوین پر علماء کرام نے درس دئے۔ اجتماع کے تینوں دن آنے والے جملہ خدام کے کھانے کا انتظام مجلس کی طرف سے کیا گیا تھا۔ پرانی مجالس کے نمائندگان کے علاوہ نومبائعین خدام نے بھی پرانی مجالس کے خدام کے شانہ بشانہ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں جوش وخروش سے حصہ لیا۔ خدام نے ہر مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اچھی کارگردگی کا مظاہرہ کیا۔ اس موقعہ پر بھارت کی

جملہ مجالس کی کارگزاریوں کی خلاصہ رپورٹ پیش کی گئی۔

اختتامی وتقسیم انعامات کی تقریب بھی نہایت شاندار طریق پر منعقد ہوئی۔محترم ڈاکٹر محمد عارف صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ کی صدارت میں منعقدہ اس تقریب میں پوزیشن لینے والے خدام و اطفال کے ساتھ سبھی نومبائعین کو بھی حوصلہ افزائی کی خاطر اچھے اور معیاری انعام دیئے گئے۔تقسیم انعامات کے وقت خصوصی طور پر نومبائعین کا تعارف کروایا گیا۔اس موقع پر محترم صدر اجلاس نے اپنے صدارتی خطاب میں یأتیک من کل فج عمیق ویأتون من کل فج عمیق جیسے الہامات کی تشریح کرتے ہوئے قادیان کی اہمیت تاریخ کے آئینہ میں بیان فرمائی۔امسال بھی سال گذشتہ کی طرح ایک صنعتی نمائش منعقد کی گئی جو نہایت دلچسپ اور دیدہ زیب تھی۔اس نمائش میں قادیان اور باہر کی مجالس کے خدام و اطفال کی تیار کردہ اشیاء رکھی گئی تھیں۔ جو بہت خوبصورت دستکاری کا عمدہ نمونہ تھیں۔نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام کو انعامات دیئے گئے۔ یہ نمائش نہایت دلچسپ ہونے کیساتھ ساتھ بیش قیمت معلومات کا بھی ذریعہ بنی۔

اجتماع کے دوسرے دن رات کو مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں نومبائعین کو بلا جھجک اپنے سوالات واستفسارات کا موقعہ دیا گیا۔علماء کرام نے مدلّل جوابات دیئے۔اس مجلس سے نومبائعین بہت مستفید ہوئے اور اپنے شبہات کے ازالہ کا ان کو بہت اچھا موقع ملا۔عقائد ونظریات سے متعلق ہی نہیں بلکہ بعض انتظامی امور کے بارہ میں بھی نومبائعین کو اس مجلس کے ذریعہ معلومات بہم پہنچائی گئیں۔

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی ہدایت کے مطابق اس بار اجتماع کے پروگرام اس طرح ترتیب دیئے گئے تھے کہ آنے والے سبھی نومبائعین نے کسی نہ کسی مقابلہ میں ضرور حصہ لیا۔یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کبڈی کے اول و دوم دونوں انعامات نومبائعین کی ٹیموں نے حاصل کئے اسی طرح رسہ کشی، والیبال، دوڑ، اور مختلف ورزشی مقابلہ جات مین بھی نومبائعین خدام واطفال نے پوزیشن حاصل کی۔امسال بھی سال گذشتہ کی طرح نومبائعین کے لئے الگ معیار مقرر کیا گیا تھا۔جس کے تحت علیحدہ ان کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے جس سے ان کے زیادہ سے زیادہ خدام واطفال نے علمی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اور وہ نئے عزم اور حوصلہ کے ساتھ واپس لوٹے ہیں۔

اجتماع کے آخری روز مسجد مبارک میں محترم صدر صاحب مجلس خدام لااحمدیہ بھارت کی زیر صدارت مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں مجلس کے مختلف ترقیاتی منصوبوں پر غور خوض کیا گیا۔ اجتماع کے تمام پروگراموں میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی اور حاضرین اور حصہ لینے والوں کی کثرت نے تمام اندازے اور بجٹ توڑ دئے اور اخراجات میں پہلے سے بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں صوبائی اور علاقائی قائدین، نگران صاحبان نے بہت اہم رول ادکیا۔محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مکرم شعیب احمد صاحب مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو اجتماع کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا تھا موصوف کی نگرانی مین جملہ امور بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے اور خدام نے بہت ہی محنت اور خلوص سے اجتماع کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اللہ کرے یہ اجتماع نئی صدی میں حاصل ہونے والی عظیم ترقیات کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہو اور آئندہ اس سے بہت بڑھ کر ہمیں کامیابیاں نصیب ہوں اجتماع کی خبریں پندرہ کثیر الاشاعت اخباروں نے نمایاں سرخیوں اور تصاویر کے ساتھ شائع کیں اور صوبائی سرکاری ٹیلی ویژن کے ذریعہ بہت نمایاں رنگ میں اجتماع کے مناظر اور خبریں نشر کی گئیں۔اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری مجلس کو ہر جہت سے فعاّل بنائے۔ اور ہم حضور انور کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں۔آمین

(شعبہ رپورٹنگ۔سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

سالانہ اجتماع 2001ء کے موقعہ پر ملکی سطح پر کروائے گئے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس اور خدام واطفال کے اسماء

موازنہ مجالس

اول: مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ
دوم: مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد
〃: مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد
سوم: مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

مقالہ نویسی

اول: شیخ ناصر الدین صاحب قادیان
دوم: ایم۔ مرکار صاحب کوڈیا تھور کیرلہ
سوم: فیروز احمد صاحب ندیم قادیان

امتحان دینی نصاب معیار اول

اول: محمد اسد اللہ صاحب قادیان
دوم: غلام عاصم الدین صاحب قادیان
سوم: تصدق حسین صاحب قادیان
سوم: محمد فرقان علی صاحب برہ پورہ بہار

امتحان دینی نصاب معیار دوم

اول: ذوالفقار صاحب برہ پورہ بہار
دوم: شاہ چنگیز صاحب قادیان
سوم: عبد الہادی صاحب کاشف قادیان

امتحان دینی نصاب معیار سوم

اول: نوشاد احمد صاحب برہ پورہ بہار
دوم: شیخ بہادر صاحب کٹک اڑیسہ
سوم: ایس آر۔ اے۔ شمیم صاحب کٹک اڑیسہ

مقابلہ حسن قراءت خدام حزب 'الف'، 'ب'

اول: حافظ عبد القیوم صاحب حیدر آباد
دوم: ولی اللہ صاحب قادیان
سوم: اے۔ کے۔ امیر صاحب قادیان
سوم: منوّر احمد صاحب کالیکٹ

مقابلہ حسن قراءت حزب 'ج'

اول: محمد الیاس صاحب لکھنؤ
دوم: عبد الخالق صاحب
سوم: امیر احمد صاحب کالیکٹ

مقابلہ نظم خوانی حزب 'الف'، 'ب'

اول: فضل عمر صاحب قادیان
دوم: نصر من اللہ صاحب قادیان
سوم: فرید الدین صاحب شمس قادیان

مقابلہ نظم خوانی حزب 'ج'

اول: شعیب احمد صاحب اڑیسہ
دوم: سیکھ راج صاحب بڈیڑھا
سوم: عزیز محمد صاحب

مقابلہ تقاریر حزب 'الف'

اول: سید مزمل احمد صاحب بھرتپور
دوم: بشارت احمد صاحب قادیان
سوم: شیخ مسعود احمد صاحب قادیان
سوم: شاہ چنگیز صاحب قادیان

مقابلہ تقاریر حزب 'ب'

اول: شیخ عبد الشفیق صاحب قادیان
دوئم: محمد آصف صاحب قادیان
سوم: مبشر احمد صاحب قادیان

مقابلہ تقاریر حزب 'ج'

اول: شعیب احمد صاحب
دوئم: عزیز محمد صاحب
دوئم: ساجن کاٹھات صاحب راجستھان
سوم: شہزاد احمد صاحب

حفظ قصیدہ مکمل

حافظ کرامت احمد صاحب قادیان
ایم۔ مقبول صاحب قادیان
فرحان احمد صاحب قادیان

مشاہدہ ومعائنہ

اوّل: داؤد احمد صاحب دہلی
دوئم: سید کلیم احمد صاحب قادیان
سوم: تنویر احمد صاحب ناصر قادیان

مقابلہ کوئز

اول: تسنیم احمد صاحب بٹ، مجیب احمد صاحب بٹ قادیان
دوم: فرحان مبشر صاحب دہلی، فضل احمد صاحب دہلی۔
سوم: ٹی۔ امیر الدین صاحب، او۔ کے۔ ناصر صاحب قادیان

پیغام رسانی

اول: مجلس خدام الاحمدیہ قادیان
دوئم: مجلس خدام الاحمدیہ دہلی

ورزشی مقابلہ جات خدام

دوڑ ۱۰۰ میٹر

اول: جسی خان صاحب کرنال ہریانہ
دوئم: محمد باشاہ صاحب قادیان
سوم: سی۔ کے۔ ریاض الدین صاحب قادیان

شاٹ پٹ

اول: سلمان خان صاحب امرتسر
دوم: عبد العظیم صاحب چنتہ کنٹہ
سوم: حفیظ احمد صاحب گجراتی قادیان

لانگ جمپ

اول: عبدالسلام صاحب طاری قادیان

دوم: رضوان احمد صاحب قادیان

سوئم: نور عالم صاحب قادیان

بیڈمنٹن سنگل

اول: سید زبیر احمد صاحب قادیان

دوئم: رئیس الدین خان صاحب گوالئر

سوئم: صباح الدین صاحب ناصر قادیان

میوزیکل چیئر

اول: خضر علی صاحب قادیان

دوئم: عبدالرحمٰن صاحب خالد قادیان

سوئم: داؤد احمد صاحب دہلی

ریلے ۴۰۰×۴ میٹر

اول: قادیان'A'

دوئم: قادیان'B'

سوئم: دہلی

فٹ بال

اول: قادیان

دوئم: حیدرآباد

والی بال

اول: کرنال (ہریانہ)

دوئم: پرولی (ہماچل)

کبڈی

اول: سونی پت (ہریانہ)

دوئم: مسعود پور (ہریانہ)

رسہ کشی

اول: قادیان

دوئم: دہلی

اطفال الاحمدیہ بھارت

موازنہ مجالس

اول: مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان

دوئم: مجلس اطفال الاحمدیہ حیدرآباد

سوئم: مجلس اطفال الاحمدیہ ناصرآباد

امتحان دینی نصاب صداقت گروپ

اول: سید کامران احمد قادیان

دوئم: طاہر محمود قادیان

سوئم: طاہر احمد شمیم قادیان

امتحان دینی نصاب کرامت گروپ

اول: ایم۔عبدالواسع کوڈیاتھور

دوئم: حسیب احمد صادق کوڈیاتھور کیرلہ

سوئم: امیر احمد قادیان

امتحان دینی نصاب دیانت گروپ

اول: عبدالخالق قادیان

دوئم: ہاشم احمد قادیان

سوئم: سی۔حسین الرحمٰن پینگاڑی کیرلہ

مقابلہ حسن قراءت حزب 'الف'

اول: عمران منور باجوہ قادیان

دوئم: نعیم احمد پاشا قادیان

سوئم: سید نعیم احمد کاشف قادیان

سوئم: شریف احمد قادیان

مقابلہ حسن قراءت حزب 'ب'

اول: اطہر احمد نسیم قادیان

دوئم: ظفر احمد حیدرآباد

سوئم: زبیر احمد لون ناصرآباد کشمیر

مقابلہ حسن قراءت حزب 'ج'

اول: اشفاق احمد دہلی

دوئم: ذیشان احمد حیدرآباد

سوئم: قدیر غوری حیدرآباد

مقابلہ نظم خوانی حزب 'الف'

اول: سید نعیم احمد کاشف قادیان

دوئم: عمران منور باجوہ قادیان

سوئم: ہاشم احمد قادیان

سوئم: مصور احمد حیدرآباد

مقابلہ نظم خوانی حزب 'ب'

اول: سید کامران احمد قادیان

دوئم: زین العابدین قادیان

دوئم: مرشد احمد ڈار آسنور

سوئم: سید شعیب احمد قادیان

مقابلہ نظم خوانی حزب 'ج'

اول: روحی خان پٹیالہ

دوئم: سنجے خان جالندھر

سوئم: عدنان احمد پنجاب

مقابلہ تقاریر حزب 'الف'

اول: عتیق احمد مالاباری قادیان

دوئم: عمران منور باجوہ قادیان

سوئم: مصور احمد حیدرآباد

سوئم: عبدالسمیع حیدرآباد

مقابلہ تقاریر حزب 'ب'

اول: محمد اشرف آسنور

دوئم: اعجاز احمد حیدرآباد

سوئم: محمد نصر غوری قادیان

مقابلہ تقاریر حزب 'ج'

اول: اشفاق احمد دہلی

دوئم: محمد یوسف ہماچل

سوئم: روحی خان پٹیالہ

مقابلہ حفظ قصیدہ مکمل

اطہر احمد نسیم قادیان

ملک محمد نیر قادیان

مقابلہ کوئز

اول: محمد نصر غوری، عتیق احمد مالاباری قادیان

دوئم: عطاء المؤمن، حارث احمد قادیان

سوئم: نیاز احمد نائک، اشرف احمد آسنور

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

WARRAICH CALL POINT

WARRAICH CALL POINT

NATIONAL & INTERNATIONAL CALL OFFICE

Fax Facility Sending & Recieving Here

Fax open in 24 Hours.

OWNER :

MEHMOOD AHMAD NASIR

Moh. : Ahmadiyya, Qadian - 143516

Ph: 0091-1872-22222
(R)20286
Fax: 21390

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service

All Kind of Electronics

Export & Import Goods &V.C.D and C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107

03592 - 81920

مقابلہ بیت بازی

اول ٹیم: قادیان۔ دوئم ٹیم آسنور

امتحان دینی نصاب منجانب مجلس انصار اللہ

بھارت

اول: عطاء الحفیظ عمران قادیان

دوئم: نیاز احمد نائک آسنور

سوئم: محمد نصر غوری قادیان

ورزشی مقابلہ جات اطفال

دوڑ ۱۰۰ میٹر حزب 'الف'

اول: محمد نعیم قادیان

دوئم: مجیب الرحمٰن حیدر آباد

سوئم: مبشر الاسلام قادیان

سوئم: خورشید احمد قادیان

دوڑ ۱۰۰ میٹر حزب 'ب'

اول: مشتاق علی قادیان

دوئم: رفیق الاسلام قادیان

سوئم: امیر احمد قادیان

تین ٹانگ کی دوڑ

اول: منیر الاسلام، محمد نعیم قادیان

دوئم: خورشید احمد، خالد احمد قادیان

سوئم: طاہر احمد، صغیر عالم قادیان

بیڈمنٹن سنگل

اول: احیاء الدین ناصر قادیان

دوئم: شاکر احمد قادیان

سوئم: سید مبشر احمد قادیان

نشانہ غلیل:

اول: عبیب احمد قادیان

دوئم: راشد احمد قادیان

سوئم: عامر مقبول قادیان

فٹ بال:

اول ٹیم: قادیان

دوئم ٹیم: ہوشیار پور

کبڈی

اول ٹیم: قادیان

دوئم ٹیم: حیدر آباد

مبارک صد مبارک۔ اللہ تعالیٰ سب کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔

(مرتبہ محمد اسد اللہ منتظم تقسیم انعامات سالانہ اجتماع 2001ء)

رپورٹ

ہائیکنگ جامعہ احمدیہ قادیان

رپورٹ مرتبہ: شاہ چنگیز فردوسی، شاہد احمد ندیم از قادیان

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں کتنا حسن بکھیر رکھا ہے اس کا اندازہ گھر بیٹھے انسان کو کیا ہوگا! وہ تو اپنے صانع خدا کی عجیب اور خوبصورت تخلیق سے نا آشنا ہے۔ پہاڑوں کی بلندی، اور اس بلندی سے گرتے آبشاروں کا شور، اونچے اونچے دیوداروں میں بہتی صحت بخش ہوا کا لطف کیا ہے اس سے دور بیٹھے شخص کو کیا پتہ!!

آج جو قارئین کے سامنے ہم روداد پیش کرنے جا رہے ہیں وہ انہی وادیوں انہی سبزہ گاہوں انہی بلندیوں سے متعلق ہے۔

الحمدللہ امسال محترم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ استاذ جامعہ احمدیہ کی نگرانی میں گیارہ طلباء کو Hiking میں جانے کا موقعہ ملا۔ جن کے اسماء اس طرح سے ہیں:

1 عطاء الٰہی احسن غوری **2**۔ شیخ محمد زکریا **3** خاکسار شاہد احمد ندیم **4**۔ شاہ چنگیز **5** شبیر احمد یعقوب **6** مامون رشید تبریز **7**۔ بشارت احمد امروہی **8** شیخ برہان احمد **9** مشتاق احمد خان **10** رضوان احمد **11**۔ شیخ ناصر الدین

Hiking کے لئے مکرم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ کی ہدایات کے مطابق تمام تیاریاں قبل ازیں ہی مکمل کر لی گئی تھیں۔ چنانچہ ہم لوگ مؤرخہ 31 / مارچ 2001ء کو صبح 30-8 بجے مکرم و محترم مولانا بشیر احمد صاحب طاہر پرنسپل جامعہ احمدیہ کی اجتماعی دعا کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دھرمشالہ، دھرمشالہ، دھرمشالہ..... یہ آواز بس کنڈیکٹر کی تھی۔ اور ہمیں جانا بھی وہی تھا سو ٹکٹیں لے کر بس میں بیٹھ گئے۔ ہمالہ پہاڑ کی جانے کتنے شعراء عظمتیں بیان کر گئے کتنے ہی مصنفوں نے اس کے حسن کو الفاظ کے موتیوں میں پرو دیا اور اس کی انگنت گاتھائیں بیان کیں۔ ہم بھی انہی وادیوں کی طرف رخ کر رہے تھے۔ دھرمشالہ بھی کوہ ہمالہ کے طویل ترین سلسلہ میں بسا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس میں کم اونچے پہاڑ پائے جاتے ہیں۔ تین گھنٹے کے سفر کے بعد دھرمشالہ کی سرزمین پر قدم رکھتے ہوئے یہ احساس ہوا کہ اب تک جانے کتنے سیاحوں نے اس سرزمین پر قدم رکھا ہوگا اور اس کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہوئے ہونگے اور آج مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے ہمیں بھی ان خوبصورت وادیوں میں اترنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ دھرمشالہ پہنچتے ہی ہلکی ہلکی بارش شروع ہوگئی تھی اور سردی کا احساس بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اسلئے جلدی جلدی ہوٹل تلاش کیا گیا۔ اللہ کے فضل سے ہمیں Main Bazaar اور بس اڈے سے قریب ہی ایک ہوٹل مناسب کرایہ پر مل گیا۔

اگلے دن مؤرخہ 1 / اپریل کو ہم McLeod Ganj کے لئے پیدل روانہ ہوئے۔ عام راستہ کے بجائے ہم ایک الگ Track کے ذریعہ گئے، جو مقامی طور پر 'کھڑا ڈنڈا' کے نام سے معروف ہے۔ اپنے نام کے عین مطابق یہ راستہ بالکل سیدھی چڑھائی پر بنایا گیا ہے۔ McLeod Ganj کی دوری دھرمشالہ سے سڑک کے راستہ 11 کلو میٹر بنتی ہے لیکن اس Track سے یہ دوری کم ہو کر محض 6 کلو میٹر رہ جاتی ہے۔ تقریباً 45 منٹ کی شدید چڑھائی کے بعد ہم McLeod Ganj پہنچ گئے۔ یہ شہر سطح سمندر سے 1779 میٹر کی اونچائی پر آباد ہے۔ شہر سے 3 کلو میٹر کی دوری پر Dal Lake ہے۔ اس جھیل کی اونچائی سطح سمندر سے 1806 میٹر ہے۔ یہ جھیل چاروں طرف سے Devdar کے تناور درختوں اور بلند و بالا سرسبز پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے۔ اس کے بعد پہاڑی پر آباد ایک گاؤں Naddi کے لئے روانہ ہوئے۔ Naddi پہنچنے کے بعد ہم پہاڑیوں کے ساتھ بنے ہوئے Tracks کے ساتھ ساتھ 5 کلو میٹر آگے تک گئے۔ یہاں سے ہم نے Dhouladher پہاڑی سلسلہ کی برف سے ڈھکی ہوئی خوبصورت چوٹیوں کا مشاہدہ کیا۔ واپس دھرمشالہ پہنچتے پہنچتے 6:00 بج گئے۔

کانپتا پھرتا ہے کیا رنگِ شفق کہسار پر
خوشنما لگتا ہے یہ غازہ تیرے رُخسار پر

مؤرخہ 3 / اپریل کو ہم Triund کے لئے روانہ ہوئے۔ بذریعہ بس ہم لوگ Mc Leod Ganj کیلئے روانہ ہوئے۔ یہاں سے پیدل Bhagsunath کے لئے چل پڑے، جو 2 کلو میٹر کی دوری پر آباد ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ یہ قصبہ چونکہ Triund کے لئے بطور Base Camp ہے اس لئے season کے دوران یہاں غیر ملکی سیاحوں کی خاصی بھیڑ ہوتی ہے۔ Triund کی چڑھائی میں پہلے 10 کلو میٹر لگاتار چڑھائی کرنی پڑتی ہے۔ جسکے بعد Track قدرے آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن آخری حصہ انسان کے حوصلہ اور ہمت کا امتحان ہے۔ Triund کا کل راستہ 21 کلو میٹر

پر محیط ہے۔ راستہ میں مختلف Restourants اور Huts آتے ہیں، جہاں انسان تازہ دم ہوسکتا ہے۔ لیکن یہاں پر موجود اشیاء کی قیمت چڑھائی کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ بہرحال بہت جدّ و جہد کے بعد ہم لوگ کسی طرح Triund کی چوٹی پر پہنچے۔ چوٹی پر پہنچ کر ہم نے جو نظارہ دیکھا وہ ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔ حدِّ نظر تک گھاس کے ہرے میدان پھیلے ہوئے تھے اور نظروں کے ٹھیک سامنے Dhouladher کی برف سے ڈھکی ہوئی ایک چوٹی ہمارے استقبال کے لئے سینہ تانے کھڑی ہوئی تھی اور اس پر مزید یہ کہ آسمان نے اپنے سفید اور سیاہ بادلوں سے انکو ڈھانپ رکھا تھا۔ خدا تعالیٰ کے اس حسین و جمیل کارنامۂ قدرت کو دیکھ کر لبوں سے بے اختیار سبحان اللہ نکل گیا۔

برف نے باندھی ہے دستارِ فضیلت تیرے سر پر
خندہ زن ہے جو کلاہ مہر عالم تاب پر

ہم Triund کی چوٹی پر سطح سمندر سے 2827 میٹر کی بلندی پر کھڑے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد برف باری شروع ہوگئی اور درجہ حرارت بہت تیزی سے نیچے گر گیا۔ جس وقت ہم Triund کی چوٹی پر پہنچے تھے تو ہمیں سخت مجاہدہ کی وجہ سے گرمی کا احساس ہو رہا تھا لیکن جلدی ہی یہ احساس سردی میں تبدیل ہوگیا۔ کچھ دیر بعد ہم نے نماز ظہر ادا کی۔ چند یادگاری تصاویر لینے کے بعد ہم لوگ واپس روانہ ہوئے۔ جتنی زیادہ پریشانی چڑھنے میں ہوئی تھی اس سے کئی گنا زیادہ مشکل اُترتے وقت ہوئی۔ دھرمشالہ کی طرف لوٹتے لوٹتے شام کے سیاہ سائے نے اپنی کالی زلفیں ہم پر بکھیرنا شروع کردیں۔

لیلۂ شب کھولتی ہے آکے جب زلفِ رسا
دامنِ دل کھینچتی ہے آبشاروں کی صدا

مؤرخہ 4 اپریل کو ہم کانگڑہ کے لئے روانہ ہوئے۔ کانگڑہ دھرمشالہ سے 18 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ سب سے پہلے ہم نے دھرمشالہ سے 3 کلومیٹر کی دوری پر موجود War Memorial کی سیر کی، جسے وطن کے لئے جان دینے والے فوجیوں کی یاد میں تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ memorial دیودار کے گھنے درختوں کے بیچوں بیچ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہاں بعض تصاویر لینے کے بعد پھر سفر کے لئے چل پڑے اور تقریباً 1:00 بجے کانگڑہ پہنچے۔ شہر پہنچ کر ہم کانگڑہ کے قلعہ کے لئے روانہ ہوئے جو شہر سے 6 کلومیٹر کی دوری پر اونچی پہاڑیوں پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قلعہ مہابھارت کے وقت کا ہے۔ اس قلعہ پر 1620ء میں بادشاہ جہاں گیر نے قبضہ کیا تھا اور یہاں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔ اپنے تاریخی اہمیت کے علاوہ یہ قلعہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یکم جون 1904ء خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا:

"سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّهَا وَ مَقَامُهَا"

یعنی تمہارے لئے سلامتی ہے۔ تم خوش رہو۔ عارضی رہائش کے مکانات بھی مٹ جائیں گے اور مستقل رہائش گاہیں بھی۔

اسی طرح حضورؑ نے فرمایا:

"خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض انمیں قیامت کا نمونہ ہونگے... اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔" (حقیقة الوحی ص256)

پس حضور علیہ السلام کی اس انذاری پیشگوئی کے عین مطابق ٹھیک 4 اپریل 1905ء کو کانگڑہ اور اسکے اردگرد کی سینکڑوں میل کی زمین پر زبردست زلزلہ آیا جس کے نتیجہ میں 20,000 جانوں کا نقصان ہوا اور بڑی بڑی عمارتیں زیر و زبر ہوگئیں۔

کانگڑہ کا یہ قلعہ حضورؑ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے جو متلاشیانِ حق کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔

قلعہ کی سیر کرنے کے بعد ہم واپس اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

مؤرخہ 4 اپریل کو ہی ہم بذریعہ بس 4:30 بجے منالی کے لئے روانہ ہوئے۔ منالی دھرمشالہ سے 257 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہمارا تمام سفر خوشگوار رہا۔ اگلے روز مؤرخہ 5 اپریل کو صبح 4:30 بجے ہم لوگ منالی میں نازل ہوئے۔ منالی اپنے برف پوش پہاڑوں اور کثیر تعداد میں موجود ہوٹلز کی وجہ سے سیاحوں کے لئے بہت دلکش و ہردلعزیز مقام ہے۔

صبح تقریباً 10 بجے ہم Hadimba Devi کا مندر دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ مندر شہر سے $1\frac{1}{2}$ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ Dhungri پہاڑ پر واقع یہ مندر راجہ بہادر سنگھ نے 1553ء میں چینی طرز تعمیر 'پگوڈا' کی شکل پر بنایا تھا۔ اس کے بعد ہمنے Natural Sanctuary کی سیر کی۔ اس کے بعد ہم Bipasu دریا کے ساتھ ساتھ بنائی گئیں Log Huts دیکھنے کے لئے گئے۔

مؤرخہ 6 اپریل کو ہم برف دیکھنے کے لئے Rohtang Pass کی طرف چل پڑے جو منالی سے 51 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ راستہ میں ہم نے Vashishta مندر دیکھا جو منالی سے 3 کلومیٹر کی دوری پر موجود ہے۔ یہ مندر یہاں سے نکلنے والے Sulphur کے گرم پانی کے چشمہ کے لئے مشہور ہے۔ لوگ جلدی بیماریوں سے بچاؤ کی خاطر یہاں پر غسل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ دریائے بیاس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ہم لوگ بالآخر Gulaba پہنچے۔ یہاں سے برف بالکل قریب دکھ رہی تھی لیکن اس کے پاس پہنچنے کے لئے ہمیں مزید 6 کلومیٹر چلنا پڑا۔ برف کے پاس پہنچکر ہماری ساری تھکان دور ہوگئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ برف میں تفریح اور

لطف اندوز ہونے اور قدرتی مناظر کی تصاویر لینے کے بعد ہم واپس منالی چل پڑے۔

مؤرخہ 7/اپریل کو ہم منالی سے Naggar کے لئے روانہ ہوئے۔ 1660ء میں کُلو کے دارالحکومت بنانے سے پہلے Naggar ہی کُلو کے راجاؤں کا دارالسلطنت تھا۔ مختلف چھوٹے چھوٹے گاؤں اور قصبوں سے ہوتے ہوئے ہم تقریباً 2:30 بجے Naggar پہنچے۔ شہر سے 1 کلومیٹر پہلے پہاڑی پر ایک Art Museum ہے، جو کہ روسی فنکار Nikoles Roerich کے مکان میں بنا ہوا ہے۔ اس شہر میں مختلف قدیم مندر ہیں۔ پہلے Naggar کو Manikaran سے جوڑنے والی ایک سُرنگ موجود تھی لیکن 1905ء کی قیامت خیز زلزلہ میں یہ بھی لقمہ اجل بن گئی۔ ہم تقریباً 4 بجے واپس منالی پہنچے۔

مؤرخہ 8/اپریل کو ہم نے منالی گھومنے کا پروگرام بنایا۔ صبح 10 بجے ہم Mall Road پہنچے۔ اسکی سیر کرنے کے بعد Bus Stand کے قریب واقع Tibbetan Market پہنچے۔ یہ مارکیٹ تبت سے آئے ہوئے پناہ گزین لوگوں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ یہاں مختلف اقسام کی ملکی اور غیر ملکی اشیاء دستیاب ہوتی ہیں۔ تبتی آرٹ کے نمونے بھی یہاں مل جاتے ہیں۔

شام سات بجے ہم بذریعہ Luxury Bus شملہ کے روانہ ہوئے۔ یہ سفر نہایت خوشگوار رہا۔ اگلے دن مؤرخہ 9/اپریل کو صبح 5 بجے ہم ہماچل پردیش کے دارالخلافہ شملہ میں موجود تھے۔ صبح کے ہلکے ہلکے اندھیرے میں شملہ کی جگمگاتی ہوئی روشنیوں کو بلندی سے دیکھنا ایک خوبصورت تجربہ تھا۔ ہم نے قریب ہی واقع ایک سرائے Butel Sarai میں رہائش اختیار کی۔ شملہ سطح سمندر سے 2213 میٹر کی بلندی پر آباد ہے۔ اِسے Queen of Mountains بھی کہا جاتا ہے۔ شملہ 19ویں صدی کے شروع میں نیپال کے راجہ کے زیر تسلط تھا لیکن انگریزوں نے 1814ء کی گورکھا لڑائی میں اسپر قبضہ کرلیا۔ تب سے شملہ انگریزوں کا پسندیدہ مقام بنا رہا۔

ہم دوپہر 3 بجے The Mall پہنچے۔ یہ مقام مختلف دوکانوں، ہوٹلوں اور ریسٹورانٹوں سے بھرا پڑا ہے جو سیاحوں کی کشش کا موجب ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ پہلی جنگِ عظیم سے پہلے ہندوستانیوں کو یہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

The Mall کے اوپر Ridge کا مشہور میدان ہے۔ اسی جگہ Angilician Christ Church کی مشہور عمارت ہے جو 1857ء سے یہاں کھڑی ہوئی ہے۔ اس گرجا گھر کی پیتل کی گھنٹی اس توپ کو پگھلا کر بنائی گئی ہے جو انگریزی فوج نے سکھوں کے خلاف جنگ میں استعمال کی تھی۔

Ridge سے شہر کا منظر نہایت خوبصورت نظر آتا ہے۔ رات کے اندھیرے میں جگمگاتے ہوئے شہر کو یہاں سے نہارنا تفریح کا بہترین ذریعہ ہے۔ دن بھر سیاحوں کا اس میدان میں اس قدر تانتا لگا رہتا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارا شہر امڈ پڑا ہے۔

اگلے دن مؤرخہ 9/اپریل کو ہم Kufri کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ مقام شملہ سے 18 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اور سطح سمندر سے اس کی بلندی 2633 میٹر ہے۔ یہ مقام ماہِ دسمبر سے مارچ تک برف سے ڈھکا رہتا ہے اور Skiing کرنے والوں کی یہاں بھیڑ ہوتی ہے۔

Kufri میں سب سے پہلے ہم نے Himalayan Nature Park کی سیر کی۔ دیودار کے درختوں سے گھرا یہ چڑیا گھر زائرین کی تفریح کے لئے ایک اچھا مقام ہے۔ اسکے بعد ہم Kufri Point تک گئے۔ یہاں سے ہم شملہ کے لئے واپس روانہ ہوئے۔

10/اپریل کو ہم صبح 8:47 بجے شملہ سے بذریعہ Narrow Gauge Train(Toy Train) 'کالکا' کے لئے روانہ ہوئے۔ شملہ سے کالکا تک کا تمام راستہ ہری بھری پہاڑیوں اور وادیوں سے ہوتا ہوا گزرتا ہے، جہاں سے یہ Toy Train سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی گزرتی ہے۔ یہ ہندوستان کی سب سے لمبی Mountain Train ہے۔ یہ Track 1903-1904ء میں دو سال کی انتھک محنت کے بعد معرضِ وجود میں آیا۔ سفر کے دوران Train کل ملا کر 103 سرنگوں سے گزرتی ہے جسمیں سے سب سے لمبی سرنگ 1143.6 میٹر لمبی ہے جو Barog ریلوے اسٹیشن کے بعد آتی ہے۔

تقریباً 6 گھنٹے کے سفر کے بعد ہم ٹھیک 2:49 بجے کالکا ریلوے اسٹیشن پر اُترے۔ کالکا پہنچتے ساتھ ہی گرمی کا احساس ہوا۔ ابھی ہم چنڈیگڑھ جانے والی بس میں بیٹھے ہی تھے کہ اچانک موسم تبدیل ہوگیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ تقریباً 45 منٹ بعد ہماری بس چنڈیگڑھ کی سڑکوں پر سرپٹ دوڑ رہی تھی۔ ہم چنڈیگڑھ شہر کے بیچوں بیچ واقع Inter Bus Terminal میں اُترے۔ یہاں سے 4-3 منٹ کی دوری پر ہی ہمیں مناسب کرایہ پر ایک عمدہ ہوٹل مل گیا۔

چنڈیگڑھ شہر شوالک پہاڑی سلسلہ کے دامن میں بسا ہوا ہے۔ یہ شہر پوری طرح سے Planned ہے۔ اسکی تعمیر کا سارا کام 1950-53ء کے درمیان ہوا۔ سطح سمندر سے اسکی اونچائی 383 میٹر ہے جبکہ اس کا کل رقبہ 114 مربع کلومیٹر ہے۔ چنڈیگڑھ کو کل 47 سیکٹروں میں تقسیم کیا گیا ہے جسمیں 13 نمبر کو unlucky قرار دیکر نہیں رکھا گیا۔ ہر سیکٹر میں جدید بازار اور Shopping Center موجود ہیں۔

سب سے پہلے ہم شام کو سیکٹر 17 کی مشہور مارکیٹ دیکھنے کیلئے گئے۔ اس مارکیٹ میں تمام بڑی بڑی Brands کے showrooms ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں متعدد شاپنگ کامپلکس اور ریسٹورانٹ ہیں لیکن خریداری

کرنا یہاں ہر یک کے بس کی بات نہیں ۔ یہاں گھومنے کے بعد ہم واپس اپنے Hotel میں پہنچ گئے۔

اگلے روز ہم نے سیکٹر 22 کی مارکیٹ میں دیکھی ۔ یہ مارکیٹ سیکٹر 17 کے مقابل بہت سستی ہے۔ہم نے یہاں کچھ خریداری کی اور دوپہر کو ذاکر باغ (روز گارڈن)، راک گارڈن اور سکھنا لیک دیکھنے کے لئے ہم لوگ پیدل نکل پڑے۔

سب سے پہلے ہم سیکٹر 16 میں واقع ذاکر باغ پہنچے۔ یہ ایشیا کا سب سے بڑا گلاب کا باغ ہے ۔ یہ باغ 30 ایکڑ کے علاقہ پر محیط ہے ۔ یہاں پر اُگائے گئے 50,000 پودوں پر 1600 اقسام کے پھول لگتے ہیں۔اب انتظامیہ اس کوشش میں ہے کہ پھولوں کی اقسام کو بڑھا کر 2000 کر دیا جائے۔باغ میں ایک فوارہ بھی ہے جو باغ کی خوبصورتی میں اور بھی اضافہ کر دیتا ہے۔باغ کی خوبصورتی اور صفائی کو برقرار رکھنے کے لئے انتظامیہ کے کارکنان ہر وقت مصروف نظر آتے ہیں۔اسکے بعد ہم Rock Garden کیلئے روانہ ہوئے۔نیک چند کی کاوشوں کا مظہر یہ راک گارڈن ہمیشہ سے ہی سیاحوں کی کشش کا مرکز رہا ہے۔سیکٹر 1 میں موجود یہ مقام Secreteriate کے قریب ہی واقع ہے۔یہ گارڈن 16 ایکڑ کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔اسے مختلف رنگ کے پتھروں اور روزمرّہ کی بے کار چیزوں کو اکٹھا کر کے بنایا گیا ہے۔ اسکی توسیع ابھی بھی جاری ہے۔بعد ازاں ہم سکھنا جھیل کیلئے روانہ ہوئے ۔ یہ جھیل راک گارڈن سے بمشکل تمام 1 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔سیکٹر 6 میں واقع اس جھیل کا کل رقبہ 3 مربع میل ہے۔ جب ہم اس جھیل پر پہنچے تو ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ یہ ہمارے hiking کا آخری مرحلہ تھا۔ہم نے جھیل پر Water Skiing کا مظاہرہ دیکھا اور اس سے لطف اندوز ہوئے ۔روزانہ کافی تعداد میں لوگ سیر کرنے کی غرض سے یہاں شام کو وقت آتے ہیں۔

اگلے دن مؤرخہ 13/ اپریل کو صبح 10 بجے ہم بذریعہ بس چنڈیگڑھ سے واپس روانہ ہوئے ۔ پہلے ہم جالندھر پہنچے اور وہاں سے بٹالہ سے ہوتے ہوئے تقریباً شام 5:30 بجے قادیان دارالامان پہنچ گئے۔

اللہ کے فضل سے ہمارا یہ hiking کا پروگرام ہر جہت سے کامیاب رہا ۔اس تمام عرصہ میں کل ملا کر 380 کلومیٹر پیدل سفر کیا گیا جسمیں سب سے زیادہ بلند ترین مقام 2827 میٹر رہا۔اس تمام عرصہ میں طلباء نے کھانا خود ہی بنایا جس سے اخراجات میں غیر معمولی کمی آئی ۔ ہر روز نماز باجماعت کا التزام رہا۔اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اسکی برکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ہائیکنگ کے یہ ایام ہمیں ہمیشہ یاد رہیں گے۔

ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

NAVNEET JEWELLERS

01872-20489(S)
20233,20847(R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth

Main Bazzar Qadian

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

طالب دُعا۔

AHMAD-FRUIT-AGENCY

Commision & Forwarding Agents

ASNOOR(KULGAM)
KASHMIR

بقیہ اداریہ

یا عبادی کُلُّکم ضالٌ الَّا مَنْ هَدَيْتُه فاسْتَهْدُونِی اَهْدِکُم

اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں۔اس لئے تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تم کو ہدایت دوں گا۔

یا عبادی کلکم عارٍ الا من کسوته، فاستکسونی اکسکم

اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو سوائے اس کے جس کو میں پہناؤں۔پس تم مجھ سے لباس طلب کرو۔

یا عبادی انکم تخطئون باللیل والنهار وانا اغفر الذنوب جمیعاً فاسترغفرونی اغفرلکم۔

اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو۔میں تمہارے سب گناہ بخش دوں گا۔پس تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔

یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم قامو فی صعید واحد ، فسئلونی فاعطیتُ کل انسان مسئلته ما نقص ذلک مما عندی الا کما ینقص المِخْیَط اذا ادخل البحر۔

اے میرے بندو! اگر تم سب متقدمین و متاخرین اور جن و انس سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو جاؤ اور سب مجھ سے اپنی اپنی حاجت روائی چاہو اور میں ہر ایک کی ضرورت کو پوری کروں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں ہوگی جتنی کہ سوئی سمندر میں ڈبونے سے سمندر کے پانی میں کمی واقع ہوتی ہے۔

یا عبادی انما هی اعمالکم احصیها لکم، ثم اوفیکم إیَّاها، فمن وجد خیراً فلیحمد اللّٰه، ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن الا نفسه

اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں میں تمہارے لئے ان کو شمار کر رہا ہوں میں تمہیں ان کا بدلہ پورا پورا دوں گا۔جس شخص کو کوئی اچھائی پہنچے اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور جس کو اس کے علاوہ کچھ پہنچے (یعنی مصیبت اور تکلیف وغیرہ) تو وہ اپنی ذات کے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے۔

(مسلم)

عن ثوبان قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول علیک بکثرة السجود ، فانک لن تسجد لِلّٰه سجدةً الا رفعک اللّٰه بها درجة، حط عنک بها خطیئة

(مسلم)

حضرت ثعبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کثرت سے سجدہ کیا کرو۔کیوں کہ جو سجدہ بھی تم اللہ تعالیٰ کے حضور کرو گے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے درجات کو بلند کریگا اور اس کے ذریعہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔(یعنی کثرت دعا خدا تعالیٰ کے ہاں اپنا روحانی مقام بڑھانے اور گناہوں کو بخشوانے کا موجب ہے۔)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔جہاں تک قضاو قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے کوئی کیسا ہی معصیت میں غرق ہو دعا اس کو بچا لیگی۔اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری کریگا۔اور وہ خود محسوس کرے گا

باقی صفحہ 40 پر

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کریں (سیکریٹری کارپرداز)

وصیت 15126

میں محمد اسمٰعیل طاہر ولد مکرم غلام رسول صاحب قوم بانڈے پیشہ ملازمت عمر 32 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبرا کراہ آج بتاریخ 1/1/01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ملازمت کرتا ہوں۔ جس سے مجھے کل مبلغ =/3069 روپے ملتے ہیں۔ جس کی 1/10 حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آبائی جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔ والدین بحیات ہیں۔ جب بھی تقسیم ہوگی اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کردوں گا۔ انشاء اللہ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
نعیم احمد ڈار قادیان	محمد اسماعیل طاہر	انیس احمد اسلم

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

وصیت 15127

میں رفیق احمد خان ولد مکرم سلطان احمد خان پٹھان پیشہ معلم وقف جدید بیرون عمر 39 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش وحواس بلا جبرا کراہ آج بتاریخ 18/1/2000 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل جائیداد ہے۔

ا۔ آبائی جائیداد میں ایک مکان مسکرا یو پی میں ہے۔ رقبہ 50X40 ہے اس میں تین بھائی اور ایک بہن حصہ دار ہیں۔ یہ جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ حصہ ملنے پر اطلاع کردی جائے گی۔ میں مذکورہ بالا جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدرانجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

میں وقف جدید بیرون میں بطور معلم خدمت سرانجام دے رہا ہوں۔ اس وقت مجھے ماہوار 2150 روپے معہ الاؤنس تنخواہ ملتی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ

اس کے علاوہ اگر مزید کوئی آمد یا جائیداد کبھی پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ	العبد	گواہ
ریحان احمد ظفر	رفیق احمد خان	فرید احمد قریشی

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

وصیت 15128

میں شیخ محمد علی مبلغ سلسلہ ولد مکرم شیخ غلام علی صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 30 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن برلیشہ ڈاکخانہ برلیشہ ضلع کلکتہ 8 صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 1-12-2000 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری درج ذیل منقولہ وغیر منقولہ جائداد ہے۔

1۔ میری ذاتی منقولہ وغیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ البتہ میری آبائی جائداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ دو کھٹہ زمین میں پکا مکان جس کی قیمت انداز اً چھ لاکھ روپے ہوگی اور دکان کی قیمت انداز اً دو لاکھ روپے ہوگی اس میں دو بھائی اور چار بہنیں حصہ دار ہیں۔ اس میں سے جب بھی مجھے حصہ ملے گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیدوں گا۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدرانجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

میں اس وقت صدرانجمن احمدیہ کا ملازم ہوں اس وقت مجھے مع الاؤنس

-/2784 روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کروں گا۔ اس کے علاوہ مزید کوئی آمد یا جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔
میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول احمد	شیخ محمد علی	عبدالمؤمن راشد
انسپکٹر بیت المال آمد	ولد شیخ غلام علی مبلغ سلسلہ	

وصیت 15129

میں میر آفتاب احمد نیّر ولد سید محمود الحسن صاحب مرحوم قوم مسلم سید پیشہ ملازمت عمر 38 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن خانپور ملکی ڈاکخانہ غازیپور ضلع مونگیر صوبہ بہار
بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2001-1-1 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔
میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں جہاں سے مجھے ماہانہ 3445/44 روپے مع الاؤنس تنخواہ ملتی ہے میں تازیست اس کا 1/10 حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے علاوہ کوئی مزید آمد یا جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ	العبد	گواہ
شکیل احمد	سید آفتاب احمد نیّر	محمد انور احمد مبلغ سلسلہ
موسیٰ بنی مائنز		

وصیت 15130

میں مسرت جمیل زوجہ جمیل احمد صاحب بھٹی قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری 33 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن 14D linton street ڈاکخانہ INTALI ضلع کلکتہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/1/2000 یہ وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل جائیداد ہے۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ ۲۔ میرے والد صاحب عبدالعظیم صاحب مرحوم درویش تھے آبائی جائیداد کوئی نہیں ہے۔ ۳۔ منقولہ جائیداد میں حق مہر بذمہ خاوند مبلغ =/5018 ہے۔ طلائی زیور ہار کانٹے انگوٹھی ۲ عدد نتھ ایک نکہ وزن 44 گرام ہے۔ اس کی موجودہ قیمت =/13200 روپے ہے۔
ب۔ نقرئی زیور ایک سیٹ وزن 157 گرام موجود قیمت =/785 روپے مذکورہ بالا جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی ہوں۔ میں ماہوار سلائی سے =/500 روپے کماتی ہوں۔ جس کا ماہوار مبلغ پچاس روپے اور سالانہ =/600 روپے حصہ آمد بنتا ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں گی۔ اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ	الامۃ	گواہ شد
نعیم احمد طاہر	مسرت جمیل	جمیل احمد بھٹی
	اہلیہ جمیل احمد صاحب	ابن عبداللطیف
		شوہر موصیہ

وصیت 15131

میں ٹی اے زبیر احمد ولد ٹی ایچ عبد الرزاق صاحب قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 24 سال تاریخ بیعت 1980 ساکن قادیان ڈاکخانہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔
بقائمی ہوش وحواس بلا جبر وکراہ آج بتاریخ 14/4/01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس

وقت منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ والد صاحب کا ایک مکان الپی (Allapuzha) کیرالہ میں ہے جس میں 4 بھائی اور ایک بہن حصہ دار ہیں۔ والد صاحب بقید حیات ہیں۔

خاکسار اس وقت جامعہ احمدیہ قادیان کا طالب علم ہے۔ اس وقت مبلغ 800 روپے وظیفہ ملتا ہے۔ اس میں =/400 روپے جیب خرچ کے 1/10 حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ دفتر لجنہ اماء اللہ سے مبلغ -/300 روپے الاؤنس ملتا ہے۔ میں اس کے بھی 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ بھارت کرتا ہوں۔ اور جو بھی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں گا اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 1/4/2000 سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	ٹی اے زبیر احمد	نعیم احمد ڈار قادیان

وصیت 15132

میں خواجہ عبدالوحید انصاری ولد مکرم خواجہ عبدالواجد صاحب انصاری قوم مسلمان پیشہ وظیفہ یاب عمر 61 سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن مہدی پٹنم ڈاکخانہ ہمایوں نگر ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا پردیش۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1 نومبر 2000ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میں وظیفہ یاب سرکاری ملازم ہوں۔ اور سرکار سے مجھے اس وقت ہر ماہ =/5700 روپے بطور وظیفہ ملتا ہے۔ جس کے 1/10 حصہ کی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتا ہوں۔ اور ہر ماہ اپنی پنشن 5700 روپے کا 1/10 حصہ بطور چندہ حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر مستقبل میں مزید کچھ آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔ اور اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد رحمۃ اللہ غوری	خواجہ عبدالوحید انصاری	انور حسین حیدر آباد

بقیہ : اداریہ

کہ میں اب اور ہوں۔ دیکھو جو شخص مسموم ہے کیا وہ اپنا علاج آپ کر سکتا ہے۔ اس کا علاج تو دوسرا ہی کرے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تشہیر کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مأمور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں

دعا کرنا اور کرانا اللہ کے اختیار میں ہے۔ دعا کے لئے جب درد سے دل سے بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ اسم اعظم ہے اس کے سامنے کوئی انہونی چیز نہیں ہے۔ ایک خبیث کے لئے جب دعا کے ایسے اسباب میسر آجائیں تو یقیناً صالح ہووے۔ بغیر دعا کے وہ اپنی توبہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ بیمار اور محجوب اپنی دستگیری آپ نہیں کر سکتا۔ سنت اللہ کے موافق یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک پہنچتی ہیں تو ایک شعلہ نور کا اس کے دل پر گرتا ہے جو اس کی خباثتیں جلا کر تاریکی دور کر دیتا ہے اور اندر ایک روشنی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ طریق استجابت دعا کا اثر رکھتا ہے۔

ساری عقدہ کشائیاں دعا سے ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ کیا دوست کے لئے اور کیا دشمن کے لئے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرہ بھی نہیں ہے مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔

اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکا و زاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی اور طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں دور بھاگ جاتا ہے۔'' (ملفوظات حصہ پنجم 439-438)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعا کی حقیقت کو سمجھ کر اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے دین اور دنیا کو سنوارنے کی سعادت عطا فرمائے۔ امین

زین الدین حامد